BUMI

پیر حسام الدین امیراکدل کشمیر

دی کشمیر ناول ایجنسی

نام مصنف

نمبر کتاب 1287 قیمت

پروپرائٹر

پیر حسام الدین جنرل مرچنٹ امیراکدل کشمیر

M

0-0-0
1 0-0-0
35-0-0
3-0-0

46-0-0

46-0-

3

پلیڈر کی کرتوت

مصنفہ

پنڈت کشور چند صاحب

حسب اجازت بھائی بڈھا سنگھ اینڈ سن تاجر کتب لاہور

لالہ رام داس بھاٹیہ تاجر کتب و
مالک بھاٹیہ بک ڈپو لوہاری گیٹ لاہور نے

گردھر سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ لال چند بہل پرنٹر چھپوایا

قیمت ۱۰/

بھاٹیہ بک ڈپو لوہاری دروازہ لاہور کے عجیب و غریب جاسوسی ناول

مؤلفہ و مرتبہ بابو جنیشر داس صاحب ضیا گوہر

بہادر سراغرسان — ایک حسین نازنین کا ڈاکوؤں کے پھندے میں پھنسکر اپنی عصمت کو بچانا۔ ڈاکوؤں کا قتل خون و چوری کرنا۔ ایک دوسری حسین عورت کا ڈاکوؤں کے ساتھ مل کر ڈاکہ زنی کرنا۔ بہادر سراغرسان کا اپنی جان پر کھیل کر سر توڑ کوشش سے سراغرسانی کرنا۔ آخر کار نا امید ہو کر واپس آنا۔ ڈاکو عورت کا دوبارہ نظر آنا۔ سراغرسان کا دوبارہ کوشش کرنا۔ ڈاکوؤں کے علاقہ میں جاکر عورت کو گرفتار کرکے آر۔ ایس۔ ڈی کے راز کو روشنی میں لانا۔ قابل دید اور بڑا دلچسپ ناول ہے۔ قیمت غیر مجلد ۱۲؍

بیخوف رانی — میل ٹرین سے ایک حسین عورت کا سرقہ۔ جانباز دوستونکی جاں نثاری۔ بدمعاشوں کی خفیہ عیاری۔ مے نوشی کے بدنتائج قتل و خون کی وارداتیں جنگلوں کے خوفناک سین۔ بردہ فروشوں کی بدکاری جس کا راز بہت سے مصائب اٹھانیکے بعد بہادر سراغرسان نے افشاء کیا۔ اور اصلی مجرموں کو گرفتار کرکے سزائیں دلائیں ۱۲؍

خونی چور — ایک چور کی خفیہ کارروائی کے ساتھ ایک شریف پارسی کی دردناک مصیبتیں۔ بری صحبتوں کے بدنتائج عشق و محبت کی کرشمہ سازی۔ پولیس اور خفیہ پولیس کی سراغرسانی کے حالات۔ عجیب دلچسپ پیرایہ میں درج کئے گئے ہیں قیمت ۱۲؍

چالاک مجرم — جس میں انگلینڈ کے مشہور ڈاکو کی چالاکیاں ایسی پیرائے میں بیان کی گئی ہیں کہ جن کو پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک ڈیس کا ایک لیڈی کا سرپرست ہوتے ہوئے اُس سے دھوکہ کرنا۔ مگر ناکامیاب ہونا۔ آخر چالاک مجرم کے ہاتھوں قتل ہو جانا۔ ایک بے گناہ کا جرم میں ماخوذ ہو کر حوالات میں جانا اور انگلینڈ کے مشہور و معروف بہادر سراغرسان مسٹر ایلبرٹ بلیک کی سر توڑ سراغرسانی سے اصل معاملہ کا روشنی میں آنا۔ اصلی قاتل کا گرفتار ہو کر سزا پانا۔ کچھ ایسے دلچسپ پیرایہ میں لکھا گیا ہے کہ پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں قیمت حصہ اول ۱۲؍ دوم ۱۲؍

ملنے کا پتہ:- لالہ رام داس چھابڑا مالک بھاٹیہ بک ڈپو لوہاری گیٹ لاہور

ناول

دلدار

پلیڈر صاحب کی کرتوت

پہلا باب

منہ چھپانا عاشقوں سے بیوفا اچھا نہیں   دل کو چھپ چھپ کے چرانا دلربا اچھا نہیں

لاہور شہر کے ایک کوچہ کے ایک مکان میں جس کے مالک لالہ ٹھاکر داس صاحب پلیڈر ہیں۔ اور جو اپنی قانونی لیاقت کے لیئے صرف ضلع کے بار روم میں مشہور ہیں۔ ان کا مکان تین چھتہ ہے۔ اسی مکان کی دوسری چھت کے ایک کمرہ میں ان کی والدہ بیوی اور بچے بیٹھے ہیں۔ اور گھر کی خادمہ خانگی کاموں میں مشغول ہے۔ اتوار کا دن ہے دن کے صرف ابھی دس بجے ہیں۔ اس وقت لالہ ٹھاکر داس صاحب اپنے مکان میں داخل ابھی تک اس کمرہ میں جہاں ان کا کنبہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس جگہ تک نہیں پہنچے ہیں نہ معلوم آپ کونسی جگہ ٹھیرے ہوئے ہیں۔ چونکہ ہم اس گھر سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس لیئے آؤ نیچے کے کمرہ میں دیکھیں کہ پلیڈر صاحب اکیلے کیا کر رہے ہیں۔ دیکھنے سے پتہ لگا ہے کہ یہاں ابھی تشریف نہیں لائے۔ پھر ہم نے اوپر بھی ان کی تلاش کی ہے۔ مگر وہاں سے بھی غیر حاضر نظر آئے ہیں۔ اسے گھر میں داخل ہوتے ہی کہاں گئے۔ ان کا پتہ نہیں لگتا۔ ہم بھی حیران ہیں۔ کہ انہیں کہاں ڈھونڈیں مکان کا ایک ایک کمرہ دیکھ ڈالا۔ مگر پلیڈر صاحب ہمیں نہیں ملے۔ کہیں کسی ضروری

کام کے لئے بازار کو واپس نہ چلے گئے ہوں۔ مگر پھر خیال آتا ہے۔ کہ جب گھر میں داخل ہو کر ابھی باہر ہی نہیں نکلے۔ تو بازار کیونکر پہنچ سکتے ہیں۔ محترم ناظرین ہم نے سرسری نظر سے کمروں کو دیکھا مگر آؤ ہم اور آپ سیڑھیوں کے ذریعے ابھی گھر میں داخل ہوں تاکہ پلیڈر صاحب کو ڈھونڈ نکالیں۔ سیڑھیاں چلتے چلتے ہم اب بالکل رُک گئے ہیں اور سکتے کے عالم میں ہیں۔ اور یہ دیکھکر ہمیں نہایت تشویش پیدا ہوئی ہے۔ جب ہم نے غور سے دیکھا ہے۔ کہ پلیڈر صاحب سیڑھیوں میں چپ چاپ کھڑے ہیں۔ اوپر اور نیچے کی طرف تیز نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ ان کے اس طرح کھڑے رہنے سے ہمارے دل میں کئی قسم کے خیالات جاگزیں ہوئے ہیں۔ اور بار بار ہمیں اس بات کیلئے آمادہ کرتے ہیں۔ کہ پلیڈر صاحب سے دریافت کرلیں۔ کہ آپ اس جگہ کیوں خاموش کھڑے ہیں۔ پھر ہمیں خیال آتا ہے۔ کہ ان کا اپنا گھر ہے۔ جس جگہ چاہیں کھڑے رہیں۔ شاید کسی مقدمہ کی دفعہ یاد کر رہے ہوں۔ خیر کچھ ہی کر رہے ہوں۔ ہم آج ان کا پتہ ضرور کریں گے۔ اور یہ بات دریافت کئے جائیں گے کہ کیوں جناب لالہ صاحب یہاں خاموش کھڑے ہیں۔ انہیں پندرہ منٹ کھڑے ہوئے نہ گذرے تھے۔ کہ انہوں نے اپنا قدم نہایت ہی دبے پاؤں دوسری سیڑھی پہ رکھا۔ اور پھر ٹھہر گئے ابھی اثناء میں گھر کی خادمہ کسی ضروری کام کیلئے نیچے اتری ہے۔ ابھی پہلی چھت کے نیچے اُترنے کو تھی۔ کہ پلیڈر صاحب نے بڑی دستی سے اسے پکڑ لیا ہے۔ اور نہایت ہی دبی آواز میں یہ کہہ رہے ہیں۔ چپ خبردار زبان سے ایک بھی بات نہ نکال۔ اگر تو ذرا بھی بولی تو صبح چوری کا مقدمہ بنا کر تمہیں قید کرادونگا خادمہ اپنے آپ کو پھنسا دیکھکر حیران و ششدر رہ ہوئی۔ اس نے پلیڈر صاحب کے اس وقت کے حکم کو بالکل نہ مانا۔ اور زبان سے کچھ کہنے کو تھی۔ کہ پلیڈر صاحب نے اپنے ہاتھ سے ان کا منہ بند کر دیا۔ مگر خادمہ نے اپنی پوری طاقت لگا کر اپنا منہ چھڑا لیا۔ اور بولی آٹھ نو روپے روٹی کی خاطر میں اپنی عصمت بگاڑنے کے لئے تیار نہیں ہوں

پلیڈر۔ تمہیں کون کہتا ہے۔ کہ تم اپنی عصمت کو خراب کرو۔

خادمہ۔ اوّل سیڑھیوں میں چوروں کی طرح چھپنے کا تمہارا کیا کام تھا۔ اگر چھپے تھے۔ تو تو نے

مجھے زبردستی کیوں پکڑ لیا۔ اور پرجاؤ اپنی بیوی صاحبہ سے ہنس ٹھٹھے کرو۔ میں ایسی باتوں میں آچکی۔

پلیڈر۔ میری جان خاموش رہو۔

خادمہ۔ میں کیوں خاموش اختیار کروں۔

پلیڈر۔ اگر چپ ہو رہو گی۔ تو میں تمہیں مالامال کر دونگا۔

خادمہ۔ (منہ پر دوپٹہ کر کے) میں ایسے کام سے درگذری۔ ایسی نوکری کو چولہے میں رکھو

پلیڈر۔ جان من سـہ

منہ چھپانا عاشقوں سے بیوفا اچھا نہیں   دل کو چھپ چھپ کے چرانا دلربا اچھا نہیں

پیاری نازنین دو چار منٹوں کے لئے چپ رہو۔ پھر جتنی اونچی تمنے بولنا ہو بول لینا

خادمہ۔ (اونچی آواز سے) اماں میں مرگئی۔ چونکہ خادمہ چیخکر بولی تھی۔ اس لئے اس کی آواز پلیڈر صاحب کی والدہ اور بیوی صاحبہ کو پہنچگئی اور وہ دونوں دوڑیں دوڑیں نیچے آگئیں۔ اور انہوں نے دیکھا۔ کہ پلیڈر صاحب نے خادمہ کو زبردستی پکڑا ہوا ہے۔ یہ دیکھکر ان کی بیوی صاحبہ الٹے پاؤں اپنے کمرہ میں چلی گئی۔ اور ان کی والدہ بھی آڑ میں ہو کر بولی بیٹا خادمہ کو چھوڑ دو۔ یہ کام اچھا نہیں۔

پلیڈر۔ اس کو پکڑا کس نے ہے۔ میں جب ابھی اوپر جا رہا تھا۔ تو اس نے مجھے پکڑ لیا ہے میں نے اسے کچھ نہیں کہا پھر آہستہ سے لو خادمہ کو زور سے بغل میں دبا کر) بتا اب تیری صلاح کیا ہے۔

خادمہ۔ (ذرا نیچے آکر) اپنے بیٹے کی کرتوت کو دیکھو زبانی کچھ کہہ رہا ہے۔ اور آہستہ مجھے کچھ اور ہی بکتا رہا ہے۔ یہ سنکر پلیڈر کی والدہ بھی اپنا سامنہ لیکر چلی گئی۔ ... میں کہنے لگی۔ نامعلوم اس کو کیا ہو گیا ہے۔ گلی میں آگے ہی بہت بدنام ہے۔ اب گھر ... پاؤں پھیلانے لگ گیا ہے۔ اس موئی شراب نے اس کا ستیاناس کر دیا۔ سو دفعہ ... یا۔ کہ گھر کے نوکر بھی دیکھتے ہیں۔ آدمی ہو ننے ہیں۔ مگر اس نے کیوں اب کچھ گھڑے کر چھوڑ بھی بیچاری خادمہ کو بھی اب پکڑ بیٹھا ہے۔ اسے بھی سو دفعہ سمجھایا تھا۔ کہ گھر میں،

بطور نوکر کنگی چوٹی نہ کیا کرے۔ مگر وہ بھی نہ سنتی تھی۔ اب مجھ کیا اپنا آپ خود ہی سنبھالے اسی اثنا میں پلیڈر صاحب بھی اُوپر آگئے۔ اور اس کی والدہ اسُ سے بالکل نہ بولی۔ اس کی عورت بھی دل ہی دل میں رویا کی۔ پلیڈر صاحب اور بھی افروختہ ہوئے۔ ادھر تو ان کا کام اچھی طرح سے نبا۔ اور ادھر گھر کے لوگ بھی خفا نظر آئے۔ فوراً اسیوقت غصے میں بھرے ہوئے اپنی بیٹھک میں چلے گئے۔ اور جاتی دفعہ کہہ گئے۔ کہ میں اب گھر میں روٹی نہ کھایا کروں گا۔ ساس وبہو دونوں خاموش ہو رہیں۔ اور پلیڈر صاحب گھر سے چلے گئے۔ اور خادمہ اوپر آئی۔ اسُ کا اوپر آنا ہی تھا۔ کہ پلیڈر کی والدہ نے کہا۔ اس گھر سے اب نکل جاؤ۔ تمہارا اس جگہ گذارہ نہیں ہو سکتا۔ اپنے ایک ماہ کی تنخواہ لے جاؤ۔ اُسی وقت اُسے آٹھ روپے دیئے گئے۔ اور وہ ایک منٹ میں گھر سے ہٹائی گئی۔ اور وہ رونی پیٹنی اپنے خاوند کے پاس چلی گئی۔ دوسرے دن ایک خدمتگار رکھا گیا۔ اور یہ اس گھر میں فیصلہ ہو گیا۔ کہ کبھی کوئی عورت گھر میں نہ رکھی جائے۔

دوسرا باب

بیوی خاوند کی لڑائی۔ جیسے ساون بھادوں کی جھڑی

خانگی لڑائی ہونے کے تین چار دن بعد لالہ ٹھاکر داس صاحب کو اس کی والدہ نے بلوا بھیجا۔ اور ایک علیحدہ کمرے میں لے جاکر بولی۔ کیا چوری اور سرزوری اسے ہی کہتے ہیں۔

پلیڈر۔ میں نے کون سی چوری کی ہے۔

والدہ۔ اپنی بیوی کے سامنے تو نے خادمہ سے آشنائی پیدا کی۔ اور جب تم کو یہ کہا گیا ہے۔ کہ یہ کام اچھا نہیں۔ تب تو خفا ہو کر گھر میں نہیں آتا۔ یہ کیوں؟ آخر تمہاری زوجہ بھی ایک منصف کی لڑکی ہے۔ کسی اور کی بیٹی ہوتی۔ تو اسُی وقت گھر اُٹھا لیتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی اسے آجکل کی ہوا نہیں لگی۔

پلیڈر۔ آہستہ آہستہ باتیں کرو۔ دیکھو کہیں وہ سُن نہ لے۔

والدہ۔ اگر ایسا ہی ڈر ہے۔ تو گھر میں ایسی واہیات بات کرنی ہی نہ تھی۔

پلیڈر۔ مگر وہ خادمہ اب کہاں ہے؟

والدہ۔ میں نے اس کو فوراً گھر سے نکال دیا۔

پلیڈر۔ اس کو بُلا کے اس کی تنخواہ دیدو۔

والدہ۔ ابھی تک اُسی موئی کا خیال ہے اُس کے بغیر گھر میں اندھیرا معلوم ہوتا ہے۔
افسوس اتنے لائق ہو کر کس پر ریجھے ہو؟
ہوش کی دوا لو۔

پلیڈر۔ (جھینپ کر) میں نے اس پہ کیا ریجھنا ہے۔ ایسی عورتیں میری منتیں کرتی ہیں۔ مگر میں نے اُسکی طرف کبھی خیال نہیں کیا۔

والدہ۔ اب لمبے پاؤں نہ پھیلاؤ۔ جاؤ کھانا کھاکر سو رہو۔

پلیڈر۔ ابھی صرف رات کے نو بجے ہیں۔ میں ذرا بازار ہو کر ابھی واپس آتا ہوں

والدہ۔ بس اب غصہ کو تھوک دو۔

الغرض پلیڈر صاحب اپنی بیوی کے پاس گئے۔ اور جاتے ہی بات چیت کچھ نہ کی۔ بلکہ اپنی چارپائی پر آرام سے سو گئے۔ ان کی بیوی صاحبہ نے خوابگاہ کا دروازہ بند کر لیا۔ اور اپنے بچہ کو کچھ سکھلا کر بھیج دیا۔ بچہ قریباً پانچ برس کا تھا والد کی چارپائی پر اس کی بیوی نے بٹھا دیا۔ اور وہ یوں بولا۔ ابّا آج بولتے کیوں نہیں۔ میں نے چار دن سے پیسہ نہیں لیا۔ اب مجھے پیسہ تو دو۔

پلیڈر۔ اپنی ماں سے پیسہ لینا تھا۔

بچہ۔ ماں مجھے اب مارتی رہتی ہے۔

پلیڈر۔ (اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر) کیوں جی تم میرے بیٹے کو کیوں مارا کرتی ہو۔

بیوی۔ شکر ہے چار دن کے بعد بچہ کی تو ہوش آئی۔ مگر آتے ہی بچہ کو اپنی گود میں نہ لیا وہ خود ہی تمہاری چارپائی پر گیا۔ اور جب اس نے میری شکایت کی۔ تو کہیں میرے

ساتھ بات کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اگر گھر والوں سے لڑائی تھی۔ بچہ کو بیٹھک میں بلا بھیجتے۔ تو میں یہ سمجھتی کہ بچہ کا خیال تمہیں ہے۔ مگر خیالات اس موئی خادمہ کی طرف لگے ہوئے تھے۔ تم بھی کیا کرتے۔ عشق بڑی بلا ہوتی ہے۔ اندر جگہ کوئی نہ دیکھی تو اُسے سیڑھیوں میں ہی پکڑ لیا۔ واہ کیسے عقل کے دشمن ہو۔ چور بھی چوری کرتا ہے۔ تو دس گھر چھوڑ دیتا ہے مگر ہمارے خاوند کو کیا سوجھی۔ کہ گھر کی خادمہ پر اپنا عشق جتانے لگے۔ اتنے پڑھے لکھے ہو کر تم نے نوکرانی پر کیوں ہاتھ چلایا۔ ہم نے اُسی وقت اُسے نکال دیا۔ مگر دل میں کہہ رہی تھیں۔ قصور ہمارے پلیڈر صاحب کا ہے۔ مگر یہ مفت میں گھر سے نکالی گئی ہے۔ چونکہ گھر کا ہر ایک کام نہایت محنت سے کرتی تھی۔ اس لئے اُس کو گھر سے نکالنا واجب نہ تھا۔

پلیڈر۔ اب پھر اسے بلوا بھیجو۔ میں اُسے کچھ نہ کہونگا۔

بیوی۔ کیوں پھر اس کا شوق چڑھ آیا ہوگا۔

پلیڈر۔ (شرمندہ ہو کر) شوق کی کوئی بات نہیں۔ چونکہ کام کی بابت تو نے ذکر کیا تھا۔ اس لئے یہ بہتر ہوگا۔ اگر اُس سے پھر بلوا لو۔

بیوی۔ کیا تمہاری یہ غرض ہے۔ کہ اپنی سوت اپنے سامنے بٹھا کر۔ اپنی چھاتی پر ہر روز مونگ دلواؤں۔

پلیڈر۔ اچھا نہ سہی۔ پھر اگر تم خفا ہو۔ تو خادمہ کو نہ بلاؤ

بیوی۔ تم کو ذرا بھی حیا ہے۔ خادمہ کا بار بار نام لیتے شرماتے نہیں۔ بلکہ بے حیائی سے یہ ہر دم کہہ رہے ہو۔ کہ اُس سے بلوا بھیجو۔

پلیڈر۔ اب لڑ لڑ کے میرا مغز نہ کھاؤ۔ جاؤ سو۔ تم نے تمام دن باتوں میں گنوا دیا ہے۔ میں نے صبح اٹھکر کئی مقدمات طیار کرنے ہیں۔ اور تمام دن کچہری میں اِدھر اُدھر گھومنا ہے۔

بیوی۔ (اپنے بیٹے کی طرف مخاطب ہو کر) آؤ بیٹا سو جائیں۔ کیونکہ ہم اگر خادمہ کا نام لیں تو ہم دشمن ہیں۔

پلپیڈر۔ میں نے خادمہ کو کیا کہا ہے۔ اُسنے مجھے جاتے پکڑا تھا۔ میں اپنا بچاؤ کیا تھا مگر پھر اُس نے زور سے مجھے پکڑ لیا۔ اور اونچی اونچی چیخیں مارنے لگ پڑی۔ میں اگر اس کا کہنا مان لیتا تو بس اس گھر میں طوفان ہی برپا ہو جاتا۔ یہ اچھا ہوا کہ تم وقت پر آ گئیں ورنہ زیادہ منت سماجت سے میں بے قابو آجاتا تھا۔

بیوی۔ جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ کیا یہ سچ کہہ رہے ہو؟

پلپیڈر۔ سچ نہیں تو دروغ کون کہتا ہے۔

بیوی۔ میں نے خود دیکھا۔ کہ تم نے اس کو پکڑا ہوا تھا۔ اور وہ تمہارے نیچے سے نکلنا چاہتی تھی۔

پلپیڈر۔ وہ میری جیب میں سے روپے نکالنا چاہتی تھی۔ اس لئے میں نے اُسے پکڑا ہوا تھا۔ کہ کہیں سب روپے ہی نکال نہ لے۔

بیوی۔ اگر یہ بات صحیح ہے۔ تو میں خواہ مخواہ ہی دل ہی دل میں رو رہی رہی۔

پلپڈر۔ (اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر) میں کیا ایسا بیوقوف ہوں۔ کہ تم کو چھوڑ کر خادمہ پر ریجھنے لگا تھا۔

بیوی۔ (اپنے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر کے) تب پھر اچھا ہوا۔ جو میں نے اُسے گھر سے نکال دیا۔ اب وہ نہ ہوئی ہو گی۔ اور نہ مجھے نیا دُکھ دیکھنا نصیب ہو گا۔ میں ان چار دنوں میں نامعلوم کیا کیا اپنی جان پر تکلیفیں سہیں۔ اگر دوسرے دن آ کر مجھے سب کچھ سمجھا جاتے۔ تو میں کیوں دن رات روتی رہتی۔

پلپڈر۔ (دوسرا ہاتھ بیوی کا پکڑ کر) اب یہاں بیٹھ جاؤ۔

بیوی۔ بچہ سامنے بیٹھا کچھ تو حیا کرو۔

پلپیڈر۔ (اپنی جیب میں سے ایک روپیہ بچہ کو دیکر) جاؤ بیٹا اپنی چارپائی پر سو جاؤ۔

بچہ۔ (روپے کو لیکر اور خوش ہو کر) ابا آج میں تمہارے ساتھ سوؤں گا۔ پھر جھٹ اسی چارپائی پر سو گیا۔ سوتے ہی آنکھیں میچ لیں۔ اور خراٹے لینے لگا۔

پلپیڈر۔ یہ چارپائی پر لیٹتے ہی سو گیا۔ دیکھو روپیہ سنبھال لو کہیں گم نہ ہو جائے۔

بیوی - روپیہ کو سنبھال کر لو اب میں بھی سوتی ہوں - رات کے بارہ بج گئے ہیں

پلیڈر - ہاں مجھے بھی نیند آگئی ہے - چراغ بجھا دو - اب میں بھی سوؤنگا -

معزز ناظرین ہمارے دیکھتے دیکھتے چراغ گل ہو گیا ہے - لیکن چراغ کے بجھنے پر بھی بیوی خاوند دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے - سچ ہے بیوی خاوند کی لڑائی جیسے ساون بھادوں کی جھڑی - واہ رے پلیڈر صاحب جھوٹ بولکر بیوی کا غصہ ایک منٹ میں رفع کر دیا - اور جھٹ پٹ ہی لڑائی کا خاتمہ ہو گیا - ہم بھی اسوقت نہائیت خوش ہونگے - جب ہم یہ سُن لینگے - کہ اُسی خادمہ کا خیال اب انہوں نے دل سے بالکل ہٹا دیا ہے -

تیسرا باب

نیا مقدمہ عجیب و غریب حالات

دوپہر کے دو بجے ہیں - بار روم میں اس وقت بہت سے پلیڈر کرسیوں پر متمکن ہیں - لالہ ٹھاکر داس صاحب بھی اس جگہ تشریف لے آئے ہیں - اور اپنے کسی دوست سے یعنی کسی اور پلیڈر سے یوں ہمکلام ہوئے ہیں - دوست چار دنوں سے طبیعت بے چین رہتی ہے -

دوست - بے چینی کی وجہ ضرور کوئی نہ کوئی سبب ہوگا -

ٹھاکر داس - اپنا کل خادمہ والا احوال سُنا کر - یار جی چاہتا ہے - کہ ایک دفعہ ضرور اس خادمہ سے ملوں - کوئی ایسی چال بتاؤ - کہ جس سے وہ میرے پھندے میں آجائے -

دوست - اگر شوق نے زیادہ تنگ کیا ہے - تو کسی بازاری عورت کو روپیہ دیکر اپنا جی خوش کر لو - گھر کی نوکرانی سے طبیعت کا لڑانا اچھا نہیں -

ٹھاکر داس - اور اگر آنکھیں لڑ جائیں - تو پھر ملنے کا کیا تدارک کیا جائے -

دوست - پھر کچھ نقدی دیکر اُسے پرچاؤ -

ٹھاکر داس۔ پھر چاؤں کیونکہ وہ فوراً گھر سے نکالی گئی ہے

دوست۔ پھر جانے دو جب کبھی موقع ہوگا۔ قابو میں کر لینا۔

ٹھاکر داس۔ نہیں یار کوئی ایسی چال بتاؤ۔ کہ جس سے وہ میری ہو جائے۔

دوست۔ اس کا گھر کدھر ہے۔ کیا اس کا خاوند زندہ ہے۔

ٹھاکر داس۔ ہاں اس کا خاوند زندہ ہے۔ وہ دیکھو سامنے سے ہماری طرف آ رہا ہے۔

دوست۔ کوئی ذکر چھیڑو۔ پھر پتہ لگ جائیگا۔ کہ وہ کس لئے ادھر آنا چاہتا ہے

ٹھاکر داس۔ اچھا یہ سناؤ کہ کل جس مقدمہ کی میں نے اور آپ نے بحث کی تھی اس کا فیصلہ کس کے حق میں ہوا۔ اسی اثناء میں خادمہ کا خاوند بار روم کے باہر آکر کھڑا ہو گیا۔ اور ٹھاکر داس کا دوست بھی دروازہ کے باہر آکر اس سے پوچھنے لگا۔ تم کس کام کے لئے یہاں آئے ہو؟

اجنبی۔ جناب میں لالہ ٹھاکر داس صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔

دوست۔ کیا کوئی مقدمہ ہے؟

اجنبی۔ نہیں کوئی اور کام ہے۔

دوست۔ اگر کوئی خانگی کام ہے۔ تو گھر میں جا کر ان سے بات کرو۔ اس وقت وہ اندر ہیں۔ لیکن کوئی مقدمہ طیار کر رہے ہیں۔ انہیں اس وقت بالکل فرصت نہیں

اجنبی۔ جناب ان سے میں نے کسی نئے مقدمہ کی بابت پوچھنا ہے۔ اگر وہ اندر ہیں۔ تو انہیں فوراً باہر بھیج دینا۔

دوست۔ ٹھہرو۔ اس جگہ کھڑے رہو میں ابھی ان کو بھیجتا ہوں۔ دوست نے اندر جا کر تمام بات سنادی۔ اور کہا کیا اس کو اندر بلا لوں۔

ٹھاکر داس۔ ہاں اندر آ جانے دو۔ اس میں ہمارا حرج ہی کیا ہے۔

پلیڈر صاحب کا دوست اسے اندر بلا لایا۔ اور وہ یوں بولا۔ جناب میرا ایک

ذاتی مقدمہ ہے۔ اور حاکم وقت نے کل میرے گھر موقعہ پر آنا ہے۔ اگر آپ کو فرصت ملے تو کل ٹھیک دن کے ۹ بجے میرے گھر تشریف لائیں

ٹھاکر داس۔ کیسا مقدمہ ہے؟

اجنبی۔ روشندان کا ہے۔

ٹھاکر داس۔ کاغذات آج شام کو دکھا جانا۔ اور ساتھ ہی محنتانے کا فیصلہ کر جانا۔

اجنبی۔ بہت اچھا جناب مگر کتنے بجے آؤں۔

ٹھاکر داس۔ ٹھیک آٹھ بجے رات۔ ضرور آنا۔

اجنبی۔ بہت بہتر صاحب میں اسی جگہ حاضر ہو جاؤں گا۔ ازاں بعد اجنبی چلا گیا۔ اور ٹھاکر داس کا دوست بولا۔ کہو یار۔ اب تو پانچوں گھی میں ہیں۔ اور سر کڑھائی میں۔

ٹھاکر داس۔ یار جب میں اس کے گھر جاؤں گا تو اس نازنین پر میرا دل آیا ہوا ہے وہ ضرور درشن دیگی۔ مگر یار کہیں دھوکا نہ ہو۔

دوست۔ دھوکا دے۔ تو ابھی اسے جہنم میں داخل کرا دیں۔ اسکے بعد دونوں کو موکل بلا کر لے گئے۔ اور وے دونوں علیحدہ علیحدہ کچہریوں میں چلے گئے۔ لالہ ٹھاکر داس صاحب عدالت سے فارغ ہو کر سیدھا اپنی بیٹھک میں جا کر بیٹھ گئے۔ اور جب رات کے آٹھ بجے تو پلیڈر صاحب کبھی بازار کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور کبھی سڑک کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھ رہے ہیں۔ اسی اثناء میں کوئی اور موکل آ گیا اور اسنے آواز دی۔ لالہ ٹھاکر داس صاحب لالہ ٹھاکر داس صاحب۔

ٹھاکر داس۔ نیچے کون ہے؟۔

نو وارد۔ جناب میں الیشر داس ہوں۔

ٹھاکر داس۔ کون الیشر داس

نو وارد۔ میں وہی آدمی ہوں۔ جو کل آپ کو فلاں زمین کے متعلق کاغذات

دیا گیا تھا۔

ٹھاکر داس۔ سیڑھیوں میں کیوں ٹھیر رہے ہو۔ اوپر آجاؤ۔

نووارد۔ (اوپر آکر) جناب کا نام لالہ گیا چند ہے۔

ٹھاکر داس۔ نہیں میرا نام ٹھاکر داس ہے۔

نووارد۔ تب میں غلطی پر ہوں۔ میں لالہ گیان چند کو ملنا چاہتا ہوں۔

ٹھاکر داس۔ خواہ مخواہ کسی کی بیٹھک پر آجانا ٹھیک نہیں۔

نووارد۔ جناب میں چلا ہوں۔ آپ خفا نہ ہوں۔ میں کوئی آپ کا موکل ہوں جو مجھے آپ دباتے ہیں۔

ٹھاکر داس۔ اچھا جاؤ میری بیٹھک سے نیچے اتر جاؤ۔

نووارد۔ ہاں مجھے خوب یاد آگیا۔ آپ کا نام لالہ ٹھاکر داس ہے۔

ٹھاکر داس۔ ہاں ہاں میرا نام ٹھاکر داس ہے۔

نووارد۔ اگر میں کوئی آپ سے ایسی بات کروں جو آپ کے حق میں مفید ہو تو پھر فرمایئے۔ اس بات کا ذکر کرنے کے لئے ٹھیروں یا نہ۔

ٹھاکر داس۔ ہاں ہاں ٹھیر جاؤ آؤ اندر آرام سے بیٹھ جاؤ۔ اور بات کی اصلیت کو ظاہر کرو۔

نووارد۔ کل جو ایک آدمی آپ کچہری میں ملا تھا۔ وہ آپکی خادمہ کا خاوند نہیں ہے بلکہ وہ اُس کا یار ہے۔ اس کا کہا ذرا نہ ماننا۔ وہ ایک بدمعاش آدمی ہے۔ اس کا دھیان رکھنا۔ وہ جو کچھ کہے اس کو غور سے سُننا۔ مگر عمل کرتے وقت دیر لگانا۔

ٹھاکر داس۔ کیا اُسکی آپ سے کچھ دشمنی ہے۔

نووارد۔ دشمنی تو نہیں مگر میرا ایک مقدمہ ہے جس کے برخلاف وہ شہادت طیار کر رہا ہے

ٹھاکر داس۔ اگر وہ میرا موکل بنیگا۔ تو میں اسکی ضرور مدد کرونگا۔

نووارد۔ آپکی جو مرضی ہو کریں۔ میں نے آپکو آگاہ کر دیا ہے کہ وہ آدمی چالباز ہے۔ تو کیا ہم کسی سے کم ہیں۔

نووارد یہاں سے چلا گیا ہے۔ اور اس بیٹھک کی تھوڑی دور جا کر وہ کسی سے باتیں کرنے لگ گیا ہے۔ معزز ناظرین۔ یہ آدمی جس سے وہ مخاطب ہوا۔ یہ وہی اجنبی ہے جو لاٹھا کر اس سے کچہری میں بلا تھا۔ خیر یہ دونوں نہایت ہی آہستہ آہستہ باتیں کرتے آگے نکل گئے ہیں ہمارے دل میں شک سا پیدا ہو گیا ہے۔ کہ یہ نووارد اس اجنبی کے برخلاف لایا تھا کہ یہ اس کو بہت سی باتیں کہہ گیا ہے۔ مگر اب اسی اجنبی کے ساتھ بڑے آرام و تحمل سے گفتگو کر رہا ہے یہاں ضرور دال میں کچھ کالا ہوگا۔ باتیں کرتے کرتے اجنبی بولا میں اپنی بیوی کا بدلہ ضرور لونگا

نووارد۔ اسی بیٹھک پر ابھی کیوں نہ بدلہ لیا جائے۔

اجنبی۔ یہاں اس کے بہت سے واقف ہونگے۔ اس لئے ایسا نہ ہو۔ کہ بدلا بھی نہ لیا جائے اور مفت میں پھنس بھی جائیں

نووارد۔ اب آپ کون سے کاغذات انہیں دکھانے جائینگے۔

اجنبی۔ میرے پاس ایک اور سمن ہے۔ وہی اُسے دکھا کر اور کچھ محنتانہ دیکر چھوڑ آجاؤنگا جب موقع پر وہ آویگا۔ تو بدلہ لینے کا ٹھیک موقع ہوگا۔

نووارد۔ وہ ایک معزز آدمی ہے۔ اس سے بدلہ لینا آسان کام نہیں۔ میرا خیال ہے کہ بدلہ لینے سے دست بردار ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ روپے والا ہے۔ کسی اور مصیبت میں نہ پھنسا دے۔

اجنبی۔ امیر ہے تو اپنے گھر ہے۔ مگر کیا ایک غریب آدمی جس کی بیوی پاک دامن ہو اس کے ساتھ ناجائز کاروائی کرنے میں امیر بالکل طیار ہو جائے۔ تو کیا اس سے بدلہ نہیں لیا جا سکتا۔ میں ضرور بالضرور بدلہ لیکر چھوڑونگا خواہ میری جان چلی جائے۔

نووارد۔ میں بھی تمہاری رائے کے متفق ہوں۔ مگر میں نے تمہاری آزمائش کی تھی۔ آیا دل کا پکا ہے۔ یا کچا ہے۔ مگر اب جا کر تم اس کو کتنے روپے دوگے۔

اجنبی۔ دس روپے۔

نووارد۔ اپنی جیب میں سے دس روپے کھول کر بدلہ لینا۔ ٹھیک نہیں۔ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر روپے بھی اسی کے خرچ ہوں۔ اور بدلہ بھی لیا جائے۔

اجنبی۔ دس نہیں بیس روپے لگ جائیں۔ مگر میں بدلہ ضرور لونگا۔

نوواردہ۔ یہ کون کہتا ہے۔ کہ بدلا نہ لیا جائے۔

اجنبی۔ پھر میں اب جاتا ہوں۔

نوواردہ۔ جلد واپس آنا۔

اجنبی۔ بہت اچھا میں ابھی آیا۔ اس کے بعد وہ سیدھا لالہ ٹھاکرداس کی بیٹھک پر گیا اور جاتے ہی وہ بولا۔ لالہ جی سلام۔

ٹھاکرداس۔ سلام آؤ بیٹھ جاؤ۔ کس طرح آئے ہو۔

اجنبی۔ میں وہی آدمی ہوں۔ کہ جو کل آپ کی کچہری میں ملا تھا۔

ٹھاکرداس۔ ہاں ہاں میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ کہ آپ وہ کاغذات لائے ہیں۔ جو رو شندان کے تعلق میں ہیں۔

اجنبی۔ میرے پاس سوائے اس سمن کے اور کوئی کاغذ نہیں۔

ٹھاکرداس۔ (سمن دیکھکر) اسکی تاریخ حاضری ۱۵ نومبر ہے۔ مگر آج ۱۵ دسمبر ہے اس کے کیا معنی۔

اجنبی۔ ایک تاریخ آگے میں بھگت چکا ہوں۔ اس وقت میں نے لالہ کرپا رام مختانہ کیا ہوا تھا۔ مگر چونکہ وہ وقت پر نہ پہنچا تھا۔ اس لئے میں آپ کو موقعہ پر لیجانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ حاکم وقت نے کہا تھا۔ کہ جب تک وہ موقعہ ملاحظہ نہ فرمالیں۔ تب تک وہ مقدمہ شروع نہیں کر سکتا۔ بس جناب آپ کی بڑی مہربانی مجھ پر ہوگی اگر آپ غریب خانہ تک تشریف لے چلینگے

ٹھاکرداس۔ مگر مختانہ کون دیگا۔

اجنبی۔ فرمائیے آپ کا کیا مختانہ ہے۔

ٹھاکرداس۔ پچاس روپے۔

اجنبی۔ صرف موقعہ پر جانے کے پچاس روپے۔

ٹھاکرداس۔ کل میرے تین مقدمات نہایت ضروری ہیں۔ اور میں نے ان کا سو سو روپیہ

لیا ہوا ہے۔ میں کل صبح ان کو طیار کر کے لیجاؤنگا۔ پس اس لیئے میں کل موقعہ پر
کسی حالت میں نہیں جا سکتا۔

اجنبی۔ چونکہ حاکم وقت نے بھی کل ہی آنا ہے۔ اس لیئے میں مجبور ہوں کہ آپکو یہ
گذارش کروں۔ کہ آپ بیس روپے مجھ سے لیکر موقعہ پر ضرور پہنچ جائیں۔

ٹھاکر داس۔ موقعہ پر پہنچ جاؤنگا۔ مگر محنتانہ بھی دیں۔

اجنبی۔ دس روپے جیب میں سے نکال کر جناب یہ دس روپے اب آپ لیں۔ اور باقی
روپے میں کل آپ کو دیدونگا۔

ٹھاکر داس۔ کل کی بات رہی کل پر۔ اب آج کی خیر مناؤ۔ اور دامیں ہاتھ سے دس روپے
اور دلواؤ۔

اجنبی۔ (ہاتھ جوڑ کر) میرے پاس اسوقت اور روپے نہیں ہیں۔ میں کل اسی وقت دس
روپے اور آپکو دیدونگا جب آپ کل آئینگے۔

ٹھاکر داس۔ اگر دس روپے اور نہ دوگے تو میں وقت پر آپکی طرف سے نہ بولونگا۔ بلکہ
خاموش ہو رہونگا۔

اجنبی۔ جناب زبان ہو گئی ہے۔ میں آپ کے اتنے ہی روپے دیدونگا۔

ٹھاکر داس۔ جگہ کون سی ہے۔

اجنبی۔ پرانی انار کلی کے پاس ہی میرا مکان ہے۔ آپ نے قریباً ۸ بجے کوتوالی کے
پاس ٹھیرنا۔ میں اس جگہ ٹھیرونگا۔ اور آپ کو اپنے مکان تک پہنچا دونگا۔

ٹھاکر داس۔ حاکم وقت کس وقت آئیگا۔

اجنبی۔ ۹ بجے۔

ٹھاکر داس۔ اگر تم کوتوالی کے پاس نہ ٹھیرے ہوئے۔ تو ہم آدھ گھنٹہ ٹھیر کر واپس
چلے آئینگے۔

اجنبی۔ جناب میرا سب مکان خراب ہو جائیگا۔ اگر روشن دان بند ہو جائیگا۔ میں
ضرور صبح سے ہی آپ کی انتظار کروں گا۔

ٹھاکرداس۔ بہت اچھا میں ٹھیک ½ ۸ بجے آؤنگا۔

اجنبی۔ اُٹھ کر سلام صاحب۔

ٹھاکرداس۔ سلام۔

ازاں بعد پلیڈر صاحب اپنے گھر کو چلے گئے۔ اور چارپائی پر سو کر دل میں کہنے لگے۔ خادمہ کی اٹھتی جوانی نے میرے خرمن عقل پر بجلی گرادی ہے۔ افسوس میرے ہاتھ میں قابو ہو کر۔ وہ فوراً ہی میرے پنجے سے نکل گئی۔ اگر ذرا اونچی نہ بولتی۔ تو میرا کام بن چکا تھا۔ مگر اس چالاک عورت نے ایسی حرکت کی۔ کہ میری ماں و بیوی میرے سر پر ہی آگئیں۔ اگر ان دونوں نے دیکھ لیا۔ تو کیا ہوا۔ میں نے بھی جھوٹ بول کر اس کو ایسا ٹالا کہ اب مجھ پر کچھ شبہ ہی نہ رہا۔ کل صبح میں جاؤنگا۔ اور ضرور کسی نہ کسی طرح اس نوجوان عورت کو روپیہ کے جال میں پھنسا کر اس طریقہ سے باتیں کرونگا۔ کہ وہ فوراً ہی میری ہو جائیگی۔ خیر صبح اٹھتے ہی بیٹھک پر گئے۔ اور کپڑے پہن کر گاڑی کی انتظار کرنے لگے۔ مگر نامعلوم کیا سبب ہوا۔ کہ گاڑی وقت پر نہ پہنچی۔ اور سائیس پر پلیڈر صاحب دل ہی دل میں نہایت خفا ہوئے۔ اور ٹھیک ۸ بجے کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو کر پرانی انارکلی کے پاس ½ ۸ بجے پہنچ گئے۔ ان کا اس جگہ پہنچنا ہی تھا۔ کہ اجنبی جو پہلے پلیڈر صاحب کی انتظار کر رہا تھا۔ گاڑی کے ٹھیرتے ہی بڑی تعظیم سے استقبال کر کے اپنے گھر کو لے گیا۔ جب گھر کے نزدیک جا پہنچا۔ تو اجنبی نے کہا آپ مہربانی کر کے دو تین منٹ تک ٹھیر جائیں۔ میں ان زنانیوں کو اطلاع دیکر ابھی آتا ہوں۔ اجنبی نے اندر جاتے ہی کہا۔ پردہ کر لو۔ پلیڈر صاحب اندر آکر پہلے موقعہ کو ملاحظہ فرمائیں گے۔ مگر آہستہ سے چار آدمیوں کی طرف مخاطب ہو کر بولا ہوشیار ہو جاؤ۔ شکار آگیا۔ چاروں آدمی آہستہ آہستہ بولے۔ کیا اس کا کام تمام کیا جائے۔ پیشتر اس کے کہ پلیڈر صاحب اندر تشریف لائیں۔ ہم پہلے آپ کو اس گھر کے اندرونی حالات سے آگاہ واقف کرا دیں۔ تو آپ کا اس میں ہرج ہی کیا ہے۔ اس گھر کے اندر چار آدمی سیاہ پوش کا لباس پہنے یہاں تک کہ چہرہ بھی سیاہ کپڑے سے

ڈھپا ہوا ہے۔ صرف ان چاروں کی آنکھیں کھلی ہیں۔ وہ چاروں یہ گفتگو کر رہے ہیں۔

اس بیوقوف نے ہماری پیران بھائی کو کیوں چھیڑا۔ خواہ مخواہ دردسر مول لیا۔

دوسرا۔ آج ساری ابھی شیخی نکل جائیگی۔

تیسرا۔ بے ایمان نے میراں بائی کو سیڑھیوں میں پکڑ لیا۔ بے حیا نے اپنی بیوی دماں کا ذرا لحاظ بھی نہ رکھا۔

چوتھا۔ اب اپنا کام جلد شروع کر دو۔ ورنہ بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔

اجنبی۔ اب باتیں ہی ہوتی رہیگی۔ یا شکار کو اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش ہوگی

پہلا۔ ہم بالکل تیار ہیں۔ اب صرف تمہاری دیر ہے۔

اسی اثناء میں اجنبی باہر گیا۔ اور پلیڈر صاحب کو اندر بلا کر کہنے لگا۔ آئیے اندر تشریف لے آئیے۔ پلیڈر صاحب پیران بھائی کے عشق میں مست اندر چلے گئے۔ اور اجنبی نے باہر سے دروازہ بند کر لیا۔ اور بولا پلیڈر صاحب اندر تشریف لے آئے ہیں۔ ان کو روشن دان دکھا دو۔ یہ سُنکر چاروں سیاہ پوشوں نے بغیر کسی دریغ کے پلیڈر صاحب پر ڈنڈے برسانے شروع کر دیئے۔ یہانتک کہ اس کے سر سے لہو نکلنے لگ گیا۔

پہلا۔ اس بے ایمان کو جلد مار ڈالو۔ اس نے ہی کل اپنی خادمہ یعنی پیران بائی کو سیڑھیوں میں پکڑا تھا۔

دوسرے نے ایک اور ڈنڈا زور سے اس کی باہوں پر مارا۔

تیسرا۔ پلیڈر صاحب کے مُنہ پر پانچ چھ تھپڑ مار کر۔ کیوں میراں بائی اب مل گئی ہے۔ بدمعاش اسے کہتا تھا۔ کہ اگر وہ اس کا کہا نہیں مانیگی تو وہ اسے قید کرا دیگا اب وہ قید تو نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کے بدلے ہم قید ہونگے مگر ہم کو اتنا ... لگ گیا کہ کسی بھلے مانس کے گھر کی عورت کی عزت اتارنے سے کیا لطف آتا ہے۔

چوتھا۔ ایک چھرا دکھا کر ابھی ایک چھرے سے تمہاری وکالت نکال دوں پھر اس نے پہلے سے کہا۔ کہ جو کچھ اس کے پاس مال ہو۔ اس کے کپڑوں میں سے لیلو۔

پلیڈر صاحب دل میں کہتے جاتے تھے - ایشور یہ کیسی آفت دیپڑی - بڑا ہی پھنسا ہوں اگر جان بچ گئی - تو ان کو مزا چکھا ہی دونگا - اگر نہ بچے تو میراں بائی کے گھر ہی مر جائینگے پہلے اور دوسرے سب نے مل کر جب اس کی واسکٹ کی جیب کو دیکھا تو اس میں سے ۲۳ روپے نکلے - خیر انہوں نے بیس روپے لے لیئے - اور پھر اس کے سب کپڑے اتار دیئے صرف بدن پر ایک پاجامہ رکھا اور پھر اُسے لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر اندر کی کوٹھری ایک چارپائی پر باندھ دیا - اور گھر کا دروازہ کھول دیا - اور آپ ادھر اُدھر پھرنے لگے گاڑی والا جو کوتوالی کے نزدیک ٹھیرا ہوا تھا اس کو کرایہ ادا کر دیا اور یہ کہدیا کہ پلیڈر صاحب موقعہ دیکھ کر حاکم کے ساتھ گاڑی بیٹھ کر چلے گئے ہیں - گاڑی والا کرایہ لیکر چل دیا - تمام دن ان سب کی مزے میں گذری - رات کے ٹھیک ایک بجے لالہ کٹھا کرداس کو چارپائی کے ساتھ جکڑا ہوا - اور اس کا منہ میں کپڑا دیکر اس کو چارپائی سمیت اس گھر سے باہر لیگئے - اور بھدر کالی کے پرے جنگل میں چارپائی سے اُتار کر اور اسکی مشکیں کس کر اُسے وہاں چھوڑ کے اور اپنی چارپائی لیکر چل دیئے رات کے وقت ہی وے چاروں اپنے گھر کو نہیں گئے - بلکہ کسی اور طرف چلے گئے ہیں اجنبی اور اس کی بیوی اس گھر میں رہتے ہیں - اور دل میں سوچ رہے ہیں - بدلا تو ہم نے لے لیا - مگر اب ضرور دھر لیئے جائینگے -

میراں بائی - چلو ہم بھی کہیں بھاگ چلیں - صبح یہاں آفت برپا ہو گی -

اجنبی - جانا کہاں ہے - میں خود یہ کہونگا - کہ وہاں میں نے اُسے مارا ہے -

میراں بائی - نہ نہ تم نے اپنا نام نہ لینا - اگر صاف ہی اپنا قصور مان جاؤ گے تو سال کا جیل کا نصیب ہو گا -

اجنبی - کچھ پرواہ نہیں میں سچ بولونگا - اگر میں تمہاری عصمت بچاتے بچاتے قید ہو گیا - تو کوئی بری بات نہیں - کیونکہ وہ گھر جس میں عورت اپنی عصمت بچانیوالی ہوتی ہے - کیا ان کو پکڑوا دوں - جنہوں نے مجھے ایسے سخت آدمی سے بدلہ لے دیا ہے نہیں نہیں ان کا میری خاطر اب بال بھی بیکا نہیں ہونا چاہیئے -

ڈھپا ہوا ہے۔ صرف ان چاروں کی آنکھیں کھلی ہیں۔ وہ چاروں یہ گفتگو کر رہے ہیں۔

اس بیوقوف نے ہماری پیران بھائی کو کیوں چھیڑا۔ خواہ مخواہ دردسر مول لیا۔

دوسرا۔ آج ساری ابھی شیخی نکل جائیگی۔

تیسرا۔ بے ایمان نے میراں بائی کو سیڑھیوں میں پکڑ لیا۔ بے حیا نے اپنی بیوی دماں کا ذرا لحاظ بھی نہ رکھا۔

چوتھا۔ اب اپنا کام جلد شروع کر دو۔ ورنہ بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔

اجنبی۔ اب باتیں ہی ہوتی رہیگی۔ یا شکار کو اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش ہوگی

پہلا۔ ہم بالکل تیار ہیں۔ اب صرف تمہاری دیر ہے۔

اسی اثناء میں اجنبی باہر گیا۔ اور پلیڈر صاحب کو اندر بلا کر کہنے لگا۔ آئیے اندر تشریف لے آئیے۔ پلیڈر صاحب پیران بھائی کے عشق میں مست اندر چلے گئے۔ اور اجنبی نے باہر سے دروازہ بند کر لیا۔ اور بولا پلیڈر صاحب اندر تشریف لے آئے ہیں۔ ان کو روشن دان دکھا دو۔ یہ سُنکر چاروں سیاہ پوشوں نے بغیر کسی دریغ کے پلیڈر صاحب پر ڈنڈے برسانے شروع کر دیئے۔ یہانتک کہ اس کے سر سے لہو نکلنے لگ گیا۔

پہلا۔ اس بے ایمان کو جلد مار ڈالو۔ اس نے ہی کل اپنی خادمہ یعنی پیران بائی کو سیڑھیوں میں پکڑا تھا۔

دوسرے نے ایک اور ڈنڈا زور سے اس کی باہوں پر مارا۔

تیسرا۔ پلیڈر صاحب کے مُنہ پر پانچ چھ تھپڑ مار کر۔ کیوں میراں بائی اب مل گئی ہے۔ بدمعاش اسے کہتا تھا۔ کہ اگر وہ اس کا کہا نہیں مانیگی تو وہ اسے قید کرا دیگا اب وہ قید تو نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کے بدلے ہم قید ہونگے مگر ہم کو اتنا [illegible] لگ گیا کہ کسی بھلے مانس کے گھر کی عورت کی عزت اتارنے سے کیا لطف آتا ہے۔

چوتھا۔ ایک چھُرا دکھا کر ابھی ایک چھُرے سے تمہاری وکالت نکال دوں۔ پھر اس نے پہلے سے کہا۔ کہ جو کچھ اس کے پاس مال ہو۔ اس کے کپڑوں میں سے لے لو۔

پلیڈر صاحب دل میں کہتے جاتے تھے - ایشور یہ کیسی افتاد پڑی - برا ہی پھنسا ہوں اگر جان بچ گئی - تو ان کو مزا چکھا ہی دونگا - اگر نہ بچے تو میراں بائی کے گھر ہی مر جائینگے پہلے اور دوسرے سپاہی نے مل کر جب اس کی واسکٹ کی جیب کو دیکھا تو اس میں سے ۲۳۰ روپے نکلے - خیر انہوں نے بیس روپے لیلیئے - اور پھر اس کے سب کپڑے اتار دیئے صرف بدن پر ایک پاجامہ رکھا اور پھر اُسے لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر اندر کی کوٹھری ایک چارپائی پر باندھ دیا - اور گھر کا دروازہ کھول دیا - اور آپ اِدھر اُدھر پھرنے لگے گاڑی والا جو کوتوالی کے نزدیک ٹھیرا ہوا تھا اس کو کرایہ ادا کر دیا - اور یہ کہدیا کہ پلیڈر صاحب موقعہ دیکھکر حاکم کے ساتھ گاڑی بیٹھ کر چلے گئے ہیں - گاڑی والا کرایہ لیکر چل دیا - تمام دن ان سب کی مزے میں گذری - رات کے ٹھیک ایک بجے لالہ کو اٹھا کر جو کو چارپائی کے ساتھ جکڑا ہوا - اور اس کا منہ میں کپڑا دیکر اس کو چارپائی سمیت اس گھر سے باہر لیگئے - اور بھدر کالی کے پرے جنگل میں چارپائی سے اُتار کر اور اسکی مشکیں کس کر اُسے وہاں چھوڑ کے اور اپنی چارپائی لیکر چل دیئے رات کے وقت ہی دے چاروں اپنے گھر کو نہیں گئے - بلکہ کسی اور طرف چلے گئے ہیں اجنبی اور اس کی بیوی اس گھر میں رہ رہے ہیں - اور دل میں سوچ رہے ہیں - بدلا تو ہم نے لے لیا - مگر اب ضرور دھر لیئے جائینگے -

میراں بائی - چلو ہم بھی کہیں بھاگ چلیں - صبح یہاں آفت برپا ہو گی -

اجنبی - جانا کہاں ہے - میں خود یہ کہونگا کہ وہاں میں نے اسے مارا ہے -

میراں بائی - نہ نہ تم نے اپنا نام نہ لینا - اگر صاف ہی اپنا قصور مان جاؤگے تو سال کا جیل تو نصیب ہوگا -

اجنبی - کچھ پرواہ نہیں میں سچ بولونگا - اگر میں تمہاری عصمت بچانے بچاتے قید ہو گیا - تو کوئی بڑی بات نہیں - کیونکہ وہ گھر جس میں عورت اپنی عصمت بچا نہ سکتی ہوتی ہے - کیا ان کو پکڑوا دوں - جنہوں نے مجھے ایسے سخت آدمی سے بدلہ لے دیا ہے نہیں نہیں ان کا میری خاطر اب بال بھی بیکا نہیں ہونا چاہیئے -

میراں بائی۔ اگر تم نے یہیں بھاگنا ہے۔ تو میں بھی یہاں ہی بیٹھی رہوں گی۔ جہاں آپ قید ہونگے۔ وہاں میں بھی اپنے آپ کو مقید رکھونگی۔ کیونکہ آپ میرے پتی ہیں۔ اور عورت کو پتی کی مصیبت میں شریک ہونا چاہیئے۔ جب آپ میری خاطر اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ تو کیا میرے لئے یہ افسوس کا مقام نہیں ہوگا کہ میں ایسے کڑے وقت میں بھاگ جاؤں۔

اجنبی۔ میں نے تو ضرور اب قید ہونا ہے۔ تم کیوں اپنے آپ کو موت کے پنجے میں پھنساتی ہو

میراں بائی۔ اگر آپ قابو آجائیں تو میرے لئے سب سے وہ برا دن ہے تمہارے بغیر میں ایک گھڑی بھی نہیں جی سکتی تمہارے دم سے میرا دم ہے۔ تمہارے دم غنیمت چاہیئے۔ اگر خدانخواستہ تو قید میں عالم بقا کو سدھارے تو میں کہاں رہوں میں یہ نہیں کر سکتی کہ نیا خاوند اپنے لئے پیدا کروں۔

اجنبی۔ میری موت کے بعد تو نے اور خصم کر لینا۔ ابھی تیرے الڑپن کے دن ہیں

میراں بائی۔ اگر پھر ایسے بُرے الفاظ مُنہ سے نکالوگے تو ابھی افیم کھا کر مر جاؤنگی یہ ایسا ہی کام کرنا تھا۔ تو کیا یہ پلیڈر مجھے بُرا تھا۔

اجنبی۔ چلو فضول باتوں کو جانے دو۔ اور سو رہو۔ اناں بعد وے دونوں سو گئے اور صبح کے دس بجے تک اُنہوں نے انتظار کی۔ عزیز ناظرین۔ اب ان منتظر ہی رہنے دو۔ آؤ لالہ ٹھاکر داس صاحب کی طرف چلیں۔ اور دیکھیں کہ انہوں نے میراں بائی کے عشق کا کیا لطف اٹھایا ہے۔ ٹھیک دن کے دس بجے ایک راہ رو وہاں سے گذرتا۔ اور پلیڈر صاحب کو بیہوش پڑا دیکھکر اس جگہ ٹھیر گیا۔ اور پوچھنے لگا۔ کہ آپ کی مشکیں کس نے باندھی ہیں۔ اور آپ کون ہیں۔ چہرے سے پایا جاتا ہے۔ کہ آپ امیر زادے ہیں۔ مگر کسی دھوکے سے یہاں پر اس وقت پڑے ہیں۔ پلیڈر صاحب چونکہ اس وقت نیم مُردہ تھے۔ اسلئے وہ چند منٹوں تک کچھ نہ بول سکے۔ بلکہ کچھ دیر بعد اشارے سے انہوں نے وارد سے کہا۔ کہ میری مشکیں

کھول دو۔ معزز ناظرین جتنی دیر میں نوواردِ پلیڈر صاحب کو اس نئی قسم کی فید سے آزاد کرنا ہے۔ اتنے وقت میں آؤ پلیڈر صاحب کے گھر کی طرف دیکھیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ اس گھر میں عجیب قسم کا کہرام مچا ہوا ہے لالہ ٹھاکر داس کی والدہ یہ کہہ رہی ہے۔ میرا بیٹا کہاں گیا۔ کل صبح ایک موقعہ دیکھنے گیا تھا۔ ابھی تک کیوں نہیں آیا۔ ابھی کچہری میں سے بڑے بیٹے کو میں نے یہ دریافت کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ کہ دیکھو تمہارا چھوٹا بھائی کیا عدالت میں ہے۔ اس نے بھی یہی کہلا ہے۔ کہ آج مقدمہ کا ہر ایک موکل اِدھر اُدھر پلیڈر کو دیکھتا رہا ہے مگر کچھ پتہ نہیں لگتا۔ میں اس بات کے لئے متحیر ہوں۔ کہ اس کو کیا ہو گیا۔ کیا کسی جگہ شراب پی کر لیٹ گیا۔ مگر بسا اوقات شراب پیا کرتا تھا۔ گو ایسی حالت میں رات کو اس گھر میں نہ آیا کرتا تھا۔ مگر صبح بیٹھک میں آکر مقدمات تیار ضرور کیا کرتا تھا۔ اور عدالت میں سے کبھی غیر حاضر نہ ہوتا تھا۔ آج یہ انوکھی بات ہے کہ کہیں نظر ہی نہیں آتا۔ ہائے میرے بیٹے کو کیا ہو گیا۔ آج صبح سے ہی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرا جگر کوئی چاٹ رہا ہے۔ چند دن ہوئے جبکہ اس نے خادمہ کو سیڑھی میں پکڑا تھا۔ تب اسے میں نے کچھ سخت سست کہا تھا۔ مگر پھر جھٹ پٹ ہی میں نے اسے گھر بلا بھیجا تھا۔ اور وہ خوش و خرم صبح گھر سے گیا ہے۔ اگر میرے یا اپنی بیوی کے ساتھ لڑ کر جاتا تو میں سمجھتی کہ غصے کے مارے کہیں دو دن چلا گیا ہوگا۔ مگر اگر وہ اپنی مرضی سے جاتا۔ تو ضرور اپنے مقدمات کسی اور پلیڈر کے حوالہ کر جاتا۔ آج عجیب قسم کا معاملہ پیش آیا ہے۔ بیٹا بیٹا تجھے کیا ہو گیا۔ تو کدھر چلا گیا۔ پھر اپنی بہو یعنی پلیڈر صاحب کی بیوی سے پوچھا۔ رات میرا بیٹا تجھ سے لڑ کر تو نہیں گیا۔

بیوی۔ نہ کل رات کبھی اُن سے کسی قسم کی لڑائی نہیں ہوئی۔ صبح بھی ہنسی خوشی سے گئے تھے۔ میں نے یہ پوچھا تھا۔ کہ آج چونکہ موقع پر جانا ہے۔ اس لئے کھانا کہاں رکھا گی انہوں نے جواب دیا تھا۔ کہ موقع سے واپس آکر جلد کھانا کھا کر کچہری چلا جاؤنگا۔ آج کچھ بنا بگڑا ہو گیا ہے۔ میرا ابھی بہت دن آج دل اندر ہی اندر گھٹ رہا ہے

مگر میں نے نوکر کو کچہری میں بھیجا تھا۔ ابھی تک وہ بھی نہیں آیا۔ اسی اثناء میں نوکر آیا اور اس نے کہا۔ آج لالہ صاحب کا کچھ پتہ ہی نہیں لگتا۔ کہ کہاں گئے ہوئے ہیں منشی اپنی مرضی سے مقدمات کی تاریخیں یہ کہہ کر دے رہا ہے۔ کہ لالہ صاحب کو کوئی ضروری کام پڑ گیا ہے۔ اور لالہ صاحب نے یہ کہا تھا۔ کہ حضور کی بڑی مہربانی ہو گی۔ اگر مقدمہ کی تاریخ بدل دیں مگر یہ سب کچھ اپنی مرضی سے کر رہا ہے۔ اسی اثناء میں نیچے سے آواز آئی۔ لالہ ٹھاکر داس لالہ ٹھاکر داس پلیڈر صاحب کی والدہ بولی۔ سنو سنو نیچے کوئی آوازیں دے رہا ہے۔

نوکر۔ حضور کوئی بھی نہیں۔

پھر نیچے سے آوازیں آئیں۔ لالہ ٹھاکر داس لالہ ٹھاکر داس۔

والدہ۔ تو نوکر کو بہرہ ہو گیا کہ آوازیں آ رہی ہیں۔ اور تو کہتا ہے۔ کہ کوئی نہیں۔ جا نیچے جلد جا ضرور کوئی موکل جس کا مقدمہ خراب ہو گیا ہو گا۔ وہ شکایت کرنے گھر آیا ہو گا۔ نوکر نیچے گیا۔ اور بولا لالہ ٹھاکر داس گھر میں نہیں ہیں۔

آواز دینے والا۔ یہ میں جانتا ہوں کہ لالہ جی آج اس گھر میں نہیں ہیں مگر میں کچھ اس کی بابت بتانا چاہتا ہوں۔ کیا ان کی والدہ صاحبہ اوپر ہیں

نوکر۔ ہاں صاحب وہ اوپر ہی ہیں۔

آواز دینے والا۔ ان کو جلد نیچے بلاؤ میں نے ان سے کچھ تخلئے میں بات کرنی ہے۔ اور وہ بات نہایت ضروری ہے۔

یہ سنکر نوکر اوپر گیا۔ اور اس کو جتنی باتیں نووارد کہی تھیں۔ ٹھیک اسی طرح سے بیان کر دیں والدہ بولی ایسا کون آدمی ہے۔ کہ جو خاص مجھسے باتیں کرنا چاہتا ہے۔ اس کا دل دھڑک گیا اور کہنے لگی آج تک کسی نے یہ نہیں کہا۔ کہ وہ پلیڈر کی والدہ سے باتیں کرنا چاہتا ہے۔ مگر یہ آج انوکھی قسم کا آدمی ہے۔ کہ خاص مجھ سے ہی باتیں کرنی چاہتا ہے۔ اچھا میں گنہگار میں نیچے نہیں بھیج سکتی ہوں۔ اور مجھ نے اس آدمی سے کہہ دیا۔ کہ وہ بات کہے جو کچھ چاہتا ہے۔ نوکر اور پلیڈر کی والدہ نیچے گئے۔ اور نوکر نے نووارد سے کہا کہ اس کی والدہ صاحبہ نیچے آگئی ہیں۔ آپ فرمایئے جو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

نووارد۔ مائی جی آپ لالہ ٹھاکر داس کی بھی والدہ ہیں۔ اور میری بھی والدہ ہیں۔ پس
اس لئے مجھے آپ اجازت دیں تو دو تین باتیں آپ کے سامنے ظاہر کروں جو کہ میں نے
کہنی ہیں میں اندر آنے کی درخواست نہ کرتا۔ مگر چونکہ پلیڈر صاحب کا حکم ہے۔ کہ خاص
آپ سے بات کی جائے۔ پس اس لئے ان کے فرمان کے مطابق میں ایک دو باتیں آپ سے
کرنا چاہتا ہوں۔

والدہ۔ وہ آج کہاں ہیں۔ راضی تو ہیں۔

نووارد۔ راضی تو نہیں ہیں۔ ایشور نے چاہا تو جلد شفا ہو جائیگی۔

والدہ۔ کیا دشمنوں کی طبیعت علیل ہو گئی ہے۔

نووارد۔ علیل نہیں بلکہ وہ اسوقت قریب المرگ ہیں۔

والدہ۔ (حیران ہو کر) قریب المرگ ہائیں کل صبح راضی خوشی یہاں سے گئے تھے پھر
نوکر سے مخاطب ہو کر بولی۔ ان کو کہہ دو۔ کہ اندر آجائیں نووارد اندر چلا گیا اور کل احوالات
سُنا کر بولا۔ ان کے بدن پر اس وقت کوئی کپڑا نہیں ہے۔ بدمعاشوں نے اُتار لئے ہیں
تمہارا بیٹا اسوقت جنگل میں پڑا ہے۔ اس کے بدن پر سے خون بہہ رہا ہے۔ وہ اسوقت
بُری حالت میں ہے اس کے بڑے بھائی کو جلد اس جگہ بھیج دیں۔ اور ساتھ ہی ان کے
پہننے والے کپڑے ضرور جانے چاہئیں۔

والدہ۔ میرا بیٹا اس کی تلاش میں ادھر اُدھر پھر رہا ہوگا۔ اگر بھولا بھٹکا اس جگہ
آجاتا ہے۔ تو بھجدیتی ہوں۔ میرا تو اس وقت دم نکل رہا ہے۔ اُف مجھے موت آجائے
ہائے دشمنوں نے کیسا بدلہ لیا۔

پلیڈر صاحب کی بیوی بھی نیچے آگئی اور سیڑھیوں میں آکر آہستہ سے پوچھنے لگی
آپ اس جگہ کیسے ٹھہری ہوئی ہیں۔ اوپر چل کر بیٹھو۔ ابھی وہ آجائیں گے۔

والدہ۔ آنا کہاں سے ہے اگر ایشور کی کرپا ہوئی۔ تو بیٹے کا منہ جیتے جی دیکھ لونگی۔ ہائے
میرا بیٹا جنگل میں اکیلا پڑا رو رہا ہوگا۔

بیوی۔ ہائیں میری خوشدامن رو کر ہلکان کیوں ہو رہی ہو۔ تمہارا بیٹا جنگل میں پڑا۔

مگر میں نے نوکر کو کچہری میں بھیجا تھا۔ ابھی تک وہ بھی نہیں آیا۔ اسی اثناء میں نوکر آیا اور اس نے کہا۔ آج لالہ صاحب کا کچھ پتہ ہی نہیں لگتا۔ کہ کہاں گئے ہوئے ہیں منشی اپنی مرضی سے مقدمات کی تاریخیں یہ کہہ کر دے رہا ہے۔ کہ لالہ صاحب کو کوئی ضروری کام پڑ گیا ہے۔ اور لالہ صاحب نے یہ کہا تھا۔ کہ حضور کی بڑی مہربانی ہو گی اگر مقدمہ کی تاریخ بدل دیں مگر یہ سب کچھ اپنی مرضی سے کر رہا ہے۔ اسی اثناء میں نیچے سے آواز آئی۔ لالہ ٹھاکر داس لالہ ٹھاکر داس پلیڈر صاحب کی والدہ بولی۔ سنو سنو نیچے کوئی آوازیں دے رہا ہے۔

نوکر۔ حضور کوئی بھی نہیں۔

پھر نیچے سے آوازیں آئیں۔ لالہ ٹھاکر داس لالہ ٹھاکر داس۔

والدہ۔ نوکر کو جھڑک کر۔ آوازیں آ رہی ہیں۔ اور تو کہتا ہے۔ کہ کوئی نہیں۔ جا نیچے جلد جا ضرور کوئی موکل جس کا مقدمہ خراب ہو گیا ہو گا۔ وہ شکائت کرنے گھر آیا ہو گا نوکر نیچے گیا۔ اور بولا لالہ ٹھاکر داس گھر میں نہیں ہیں۔

آواز دینے والا۔ یہ میں جانتا ہوں کہ لالہ جی آج اس گھر میں نہیں ہیں مگر میں کچھ اس کی بابت بتانا چاہتا ہوں۔ کیا ان کی والدہ صاحبہ اوپر ہیں

نوکر۔ ہاں صاحب وہ اوپر ہی ہیں۔

آواز دینے والا۔ ان کو جلد نیچے بلاؤ میں نے ان سے کچھ تخلیئے میں بات کرنی ہے۔ اور وہ بات نہایت ضروری ہے۔

یہ سنکر نوکر اوپر گیا۔ اور اس کو جتنی باتیں نو وارد نے کہی تھیں۔ ٹھیک اسی طرح سے بیان کر دیں والدہ بولی ایسا کون آدمی ہے۔ کہ جو خاص مجھ سے باتیں کرنا چاہتا ہے۔ اس کا دل دھڑک گیا اور کہنے لگی آج تک کسی نے یہ نہیں کہا۔ کہ وہ پلیڈر کی والدہ سے باتیں کرنا چاہتا ہے۔ مگر یہ آج انوکھی قسم کا آدمی ہے۔ کہ خاص مجھ سے ہی باتیں کرنی چاہتا ہے۔ اچھا [illegible] سنگار میں نیچے بھیجتی ہوں۔ اور تم نے اس آدمی سے کہہ دینا۔ کہ وہ بات کہے جو کچھ چاہتا ہے۔ نوکر اور پلیڈر کی والدہ نیچے گئے۔ اور نوکر نے نو وارد سے کہا کہ اس کی والدہ صاحبہ نیچے آ گئی ہیں۔ آپ فرمائیے جو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

نووارد - مائی جی آپ لالہ ٹھاکر داس کی بھی والدہ ہیں۔ اور میری بھی والدہ ہیں۔ پس اس لئے مجھے آپ اجازت دیں تو دو تین باتیں آپ کے سامنے ظاہر کروں جو کہنی ہیں۔ میں اندر آنے کی درخواست نہ کرتا مگر چونکہ پلیڈر صاحب کا حکم ہے۔ کہ خاص آپ سے بات کی جائے۔ پس اس لئے ان کے فرمان کے مطابق میں ایک دو باتیں آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔

والدہ - وہ آج کہاں ہیں۔ راضی تو ہیں۔

نووارد - راضی تو نہیں ہیں۔ ایشور نے چاہا تو جلد شفا ہو جائیگی۔

والدہ - کیا دشمنوں کی طبیعت علیل ہو گئی ہے؟

نووارد - علیل نہیں بلکہ وہ اسوقت قریب المرگ ہیں۔

والدہ - (حیران ہو کر) قریب المرگ ہائیں کل صبح راضی خوشی یہاں سے گئے تھے پھر نوکر سے مخاطب ہو کر بولی سان کو کہہ دو۔ کہ اندر آجائیں نووارد اندر چلا گیا اور کل احوالات سنا کر بولا۔ ان کے بدن پر اس وقت کوئی کپڑا نہیں ہے۔ بدمعاشوں نے اتار لئے ہیں تمہارا بیٹا اسوقت جنگل میں پڑا ہے۔ اس کے بدن پر سے خون بہہ رہا ہے۔ وہ اسوقت بری حالت میں ہے اس کے بڑے بھائی کو جلد اس جگہ بھیج دیں۔ اور ساتھ ہی ان کے پہننے والے کپڑے ضرور جانے چاہئیں۔

والدہ - میرا بیٹا اس کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھر رہا ہوگا۔ اگر بھولا بھٹکا اس جگہ آجاتا ہے۔ تو بھیجدیتی ہوں۔ میرا تو اس وقت دم نکل رہا ہے۔ اُف مجھے موت آجائے ہائے دشمنوں نے کیسا بدلہ لیا۔

پلیڈر صاحب کی بیوی بھی نیچے آگئی اور سیڑھیوں میں اکر آہستہ سے پوچھنے لگی۔ آپ اس جگہ کیوں کھڑی ہوئی ہیں۔ اوپر چل کر بیٹھو۔ ابھی وہ آجائیں گے۔

والدہ - آنا کہاں سے ہے اگر ایشور کی کرپا ہوئی۔ تو بیٹے کا منہ جیتے جی دیکھ لونگی۔ ہائے میرا بیٹا جنگل میں اکیلا پڑا رو رہا ہوگا۔

بیوی - ہائیں میری خوشدامن رو کیوں رہی ہو۔ تمہارا بیٹا جنگل میں پڑا۔

رو رہا ہوگا۔ اس کے کیا معنے ہیں اس الٹی باتوں کو کچھ نہیں سمجھتی۔

والدہ نے روتے روتے نووارد کو کہا کہ آپ تھوڑی دیر کے لئے باہر ٹھیریں میں ابھی آپ کے ساتھ ان کے بڑے بھائی کو بھیجتی ہوں۔ مگر جس وقت آپ آئے تھے ان کی حالت کیا تھی

نووارد۔ حالت بہت خراب تھی ایک دم آتا تھا۔ اور ایک دم جاتا تھا

والدہ۔ کیا میں اپنے بیٹے کو نظر بھر کر پھر دیکھونگی۔

نووارد۔ آپ حوصلہ کریں۔ کل ہی اُس کو شفا کلی ہو جائیگی تو سب کچھ بھول جائے گا۔

ازاں بعد نووارد باہر چلا گیا۔ اور ساس و بہو دونوں اوپر چلی گئیں۔ اور بہو بولی کیا ہو گیا ہے۔ آپ رو کیوں رہی ہیں۔

ساس۔ میری بیٹی ہیں۔ تمہارے خاوند کو صبح اس خادمہ کا خاوند مقدمہ کے دھوکے سے اپنے گھر لے گیا۔ اور اس جگہ آٹھ دس بدمعاشوں نے میرے بیٹے کو ڈنڈوں سے مار کر اور ننگا کر کے جنگل میں پھینک آئے ہیں۔

بہو۔ آنکھوں میں آنسو بھر کر کیا مار کر پھینک آئے ہیں

ساس۔ اس کی حالت ابتر ہے۔ بدن پر ایک کپڑا بھی نہیں۔

بہو۔ مگر انہوں ایسا کیوں کیا۔

ساس۔ تو ابھی تک کچھ سمجھی نہیں۔ وہ خادمہ والا بدلا انہوں نے لیا ہے۔

بہو۔ اچھا وہ سیر ڈھیوں والا حال اس موئی نے اپنے خاوند کو سنا دیا ہوگا۔ اور وہ بدلا لینے پر آمادہ ہو گیا ہوگا۔ مگر کیا ان کو پولیس نہ پکڑے گی۔ جنہوں نے یہ چالا کی تمہارے بیٹے سے کی ہے

ساس۔ پولیس انہیں پکڑ کر حوالات میں رکھیگی مگر اس وقت تو مجھے اپنے بیٹے کی پڑی ہے۔ بیٹا زندہ رہے تو پولیس بھی آنی اچھی لگیگی نہیں تو اگر ان کو سزا بھی ہو گئی تو نہیں کیا

بہو۔ ہاں یہ خوب ٹھیک ہے۔ مگر آپ میرے جیٹھ کو بلا بھیجیں تا کہ علاج معالجہ جلد ہو جائے

معزز ناظرین ابھی انہیں روتے روتے ابھی چند ہی منٹ گذرے تھے۔ کہ لالہ ٹھاکر داس کا

بڑا بھائی لالہ امیر چند آگیا۔ اور اس نے نووارد سے سب حال سنکر جلد لالہ ٹھاکر داس کے
کے کپڑے اور دو سفید چادریں نکلوالیں۔ اور چلتے چلتے کچھ روپے بھی جیب میں ڈال
اور نووارد کے ساتھ ہولیا۔ دل میں کہتا جاتا تھا کیا ان تمام حالات کی بابت ابھی پول
میں رپورٹ کردوں۔ یا اپنے بھائی کو گھر چھوڑ کر آؤں مگر ابھی کردوں۔ تو یہ ضروری ہے
ڈاکٹر معائنہ کرکے اس کو لے جانے کی اجازت دیگا۔ اور اگر اس کی صحیح حالت بالکل ابتر
تو خدانخواستہ لاش کی بری گت بنائیں گے۔ اپنے بھائی کی تکلیف کا بدلہ لینے کے لئے بہت
ہے چلو پہلے بھائی کی حالت دریافت کریں۔ فوراً لالہ ٹھاکر داس کے پاس پہنچا اور اپنے بھا
کو بالکل بیہوش دیکھکر اس کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوگئے۔ روتے روتے بولا لالہ ٹھاکر دا
لالہ ٹھاکر داس چونکہ اس کو ابھی اس وقت سدھ نہ تھی۔ اس لئے اس کی آواز کا جواب کچھ نہ ملا
پھر اس نے فوراً ہی نہایت دقت کے ساتھ کرتہ پہنایا۔ اور سر پر ایک صافہ باندھ دیا اور
ایک بند گاڑی جو نئے شالامار باغ سے خالی واپس آرہی تھی۔ اس میں نووارد کی مدد سے
بٹھا کر اس کو اپنے گھر لیگیا۔ اور اس وقت نووارد یہاں سے چلا گیا۔ اُسے چارپائی پر لٹا دیا
آپ خود ڈاکٹر کو بلانے لئے گیا۔ اور لالہ ٹھاکر داس کی والدہ اور زوجہ دونوں بیمار کی چارپائی
کے نزدیک بیٹھ گئیں۔ اور اول الذکر بولی بیٹا بیٹا۔ بولو تو سہی تیرا ایک ہی دن میں کیا
حال ہوگیا۔ دشمنوں نے بدلہ بھی کس طریق سے لیا۔ کہ مجھے اپنے نور چشم کی جان کے لالے
پڑگئے ہیں ٹھاکر داس ٹھاکر داس۔

بیٹا۔ ابا ابا۔ آج بولتے کیوں نہیں۔ آج آتے ہی سو کیوں گئے ہو

والدہ۔ (روکر) تمہارا بیٹا تمہارے سرہانے کھڑا ہوکر تمہیں بلا رہا ہے۔ بولتے کیوں
نہیں کیا گہری نیند سو رہے ہو۔

بیٹا۔ (اپنی ماں سے مخاطب ہوکر) ماں جی ماں۔ رو کیوں رہی ہو۔ ابا آج
بولتا کیوں نہیں۔ اپنے بیٹے کے درد انگیز الفاظ سنکر بیوی کی آنکھوں سے
ٹپ ٹپ کرکے آنسو جاری ہوگئے۔ غرضیکہ یہ گھر ماتم کدہ بن گیا۔ اسی اثناء میں
ڈاکٹر کو لالہ امیر چند صاحب لے آئے۔ اور ڈاکٹر لالہ ٹھاکر داس کو اچھی طرح سے معائنہ

کر کے بولا۔ کچھ فکر کی بات نہیں۔ آرام آجائیگا مگر چند دنوں کے بعد بالکل شفا ہو جائیگی
چونکہ زخم بڑے بھاری ہیں۔ اس لیئے جلدی آرام آنا بڑی مشکل ہے۔
والدہ۔ آرام کا تو فکر ہے ہی مگر میرا بیٹا اس وقت بولتا کیوں نہیں۔
ڈاکٹر۔ جیب میں سے دوائی نکال کر اور اُسے سونگھا کر۔ لالہ جی بولو تو سہی۔ آپ کی سوقت
کیا حالت ہے؟
لالہ ٹھاکر داس۔ اُف۔ اُف۔ میں مرگیا۔ ظالموں نے مجھے کس بیدادی سے مارا
میرے گھر بھی پتہ کر آئے کہ میں اکیلا اس وقت جنگل میں پڑا ہوں۔
ڈاکٹر۔ آپ اپنی آنکھیں کھول کر دیکھیں تو آپ کو پتہ لگ جائیگا کہ اس وقت آپ
اپنے گھر میں صحیح و سلامتی سے لیٹے ہوئے ہیں۔
ٹھاکر داس۔ آنکھیں کھول کر اِدھر اُدھر دیکھکر۔ کیا سچ مچ میں اپنے گھر آگیا ہوں؟
والدہ۔ بیٹا کیا حال ہے ایشور کا شکر ہے کہ جس کی کرپا سے پھر اب اپنی زبان سے
بولے۔ ورنہ میں تو زندہ ہی مر چکی تھی۔
ٹھاکر داس۔ اُف بایئں پسلیوں میں سخت درد ہو رہا ہے۔
ڈاکٹر۔ کپڑے اُتار کر اور سب جسم کا ملاحظہ کر کے۔ کیا کسی کے ہاتھ میں چاقو بھی تھا؟
ٹھاکر داس۔ ہاں ایک کے ہاتھ میں چاقو بھی تھا اور ایک کے ہاتھ میں چھری تھی۔ دو
اور آدمیوں کے ہاتھ ڈنڈے تھے۔ کہ جن کے کناروں پر لوہا لگا ہوا تھا۔
والدہ۔ وہ موئے مر کیوں نہ گئے اب جس دن آرام آتا ہے کچہری میں جا کر انہیں اسی وقت
پڑ لگر دکھا دینا۔
امیر چند۔ میں ابھی جا کر پولیس کو رپورٹ کرتا ہوں۔ تو وہ سب جہنم میں پہنچیں گے۔
ڈاکٹر۔ بازار سے کوئی کپڑا منگائیں۔ تاکہ پٹی ٹھیک طرح سے باندھ دی جائے۔
لالہ امیر چند جھٹ کپڑا بازار سے لے آیا۔ تو ڈاکٹر صاحب نے زخموں پر دوائی لگا کر
دو تین جگہ پٹی باندھ دی اور پھر جب چلنے کو تھا۔ تو لالہ امیر چند بولے۔ ڈاکٹر صاحب
پٹی کیا ایک دفعہ ان کو صبح اور دوسری دفعہ شام کو باندھی جائیگی۔

امیر چند۔ (ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ میں پانچ روپے دیکر) کل صبح پھر آپ سات بجے تشریف لائیں گے۔

ڈاکٹر۔ (روپوں کو جیب میں رکھکر) روپوں کی آپ نے تکلیف کیوں کی گھر اپنا تھا۔

امیر چند۔ آپ کا وقت میں نے بہت ضائع کیا ہے معاف رکھیں۔

ڈاکٹر۔ میں ہر وقت آپ کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں جسوقت آپ حکم کیا کریں گے میں اُسوقت آجایا کرونگا مگر میرے ساتھ کسی نوکر کو بھیجیں۔ تاکہ میں پینے کے لئے ایک دوائی بھیجدوں۔ اس دوائی سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ دل بالکل ٹھیرا رہیگا۔ کیونکہ زخموں کی وجہ سے کسی نہ کسی وقت اس کا دل بہت اچاٹ ہوگا۔ آپ نے گھبرانا نہیں۔ بلکہ مجھے اس وقت اطلاع دینا۔ کہ کیا حالت ہے۔

امیر چند۔ نوکر کو بلا کر۔ اور ڈاکٹر صاحب کے ساتھ بھیجکر جاؤ وہ دوائی جو ڈاکٹر صاحب دیں وہ جلد اس جگہ لے آؤ۔ نوکر ڈاکٹر کے ساتھ ہولیا۔ مگر امیر چند نے دوڑکر نوکر کے ہاتھ میں ایک روپیہ دیا۔ اور یہ کہہ دیا۔ کہ دوائی کی جتنی قیمت ہووے آنا۔ اور باقی ڈاکٹر والہ کو دیدینا

ازاں بعد لالہ امیر چند لالہ ٹھاکر داس کے مخاطب ہوکر بولے۔ میں پولیس میں رپورٹ کر آتا ہوں۔

ٹھاکر داس۔ ہاں جلد جائیں۔ اور ابھی رپورٹ کرکے واپس آجائیں۔ یہ سُنکر لالہ ٹھاکر داس انارکلی تھانہ میں گیا۔ اور اس جگہ تمام رپورٹ لکھادی۔

وہ سارجنٹ جس نے رپورٹ رجسٹر میں درج کی تھی۔ آپ کیا اس وقت ساتھ تھے جبکہ یہ واردات ہوئی؟

امیر چند۔ نہیں جناب میں اسوقت ان کے ساتھ نہ تھا۔

سارجنٹ۔ آپکو کیونکر معلوم ہوا کہ لالہ ٹھاکر داس جنگل میں پڑے ہیں

امیر چند۔ کوئی آدمی مجھے گھر میں اطلاع کر آیا تھا۔

سارجنٹ۔ وہ آدمی کہاں ہے۔ اس مقدمہ میں اس کی ضرور سازش ہوگی۔ ورنہ تو اس کو کیا ضرورت تھی۔ کہ آپ کے گھر جاتا۔

امیر چند۔ نہیں وہ بھلا مانس آدمی معلوم دیتا ہے۔ اس لیئے آپ اس پر شک نہ کریں۔

سارجنٹ۔ نہیں یہ سب بدمعاشی اسی کی ہے۔ ہم خوب اچھی طرح سے اس کی خبر لینگے اور حقیقت کی تہ تک جبتک نہ پہونچینگے۔ تب تک اس آدمی کی رہائی مشکل سے ہوگی۔

امیر چند۔ کیا اب میں جا سکتا ہوں۔

سارجنٹ۔ ہاں آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔ مگر اگر وہ جگہ جہاں وقوعہ پیش آیا ہے آپ بتا سکیں تو حالات کی تفتیش کرنے میں ذرا تکلیف کم ہوگی۔

امیر چند۔ مجھے اس جگہ کا بالکل پتہ نہیں۔

سارجنٹ (مگر... ہاں یوں آپ جا سکتے ہیں۔ ازاں بعد لالہ امیر چند گھر کو چل پڑے لیکن وہ سارجنٹ معہ دو سپاہیوں کے موقعہ پر پہنچا۔ اور اس جگہ جا کر پوچھنے لگا یہاں کوئی مانا دین ہے۔

خادمہ۔ اندر اجنبی سے مخاطب ہو کر لو پولیس والے آ گئے۔ جن کی انتظاری میں دو روز سے بیکار ہو رہے تھے۔ اب بتاؤ کیا کرو گے۔ تمہیں ضرور قید بھگتنی پڑیگی۔ اور اگر وہ مر گیا تو سب کے سب پھانسی پر بیٹھ جاؤ گے۔ میں پہلے ہی کہتی تھی۔ کہ نہ بدلہ نہ لو۔ اس میں کیا جو کوئی جیسا کریگا ویسا بھریگا۔ مگر تم تو یہی ہانک رہے تھے۔ کہ بدلہ ضرور لیں گے اب کیا کرو گے اب تم ہمیشہ کے لیئے مجھ سے جدا ہو گئے۔ اُف میں مر مٹی تم نے میری خاطر اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کی۔ اچھا جاؤ باہر جو کچھ پولیس کو کہنا ہو کہہ آؤ۔ مگر اندر جلد واپس آنا۔

مانا دین۔ اب اندر واپس آنا مشکل ہے۔ اگر زندہ رہا تو پھر تجھے ملونگا ورنہ تم یہ سمجھ لینا۔ کہ میں تمہارا خاوند ہی نہ تھا۔ میرے پھانسی پانے کے بعد تم نے دوسرا خاوند کر لینا۔

خادمہ۔ ہائے اب تم قید ہو جاؤ گے۔ اور کیا ضرور پھانسی پاؤ گے۔ مگر کیا میں ایسی بیحیا ہو جاؤنگی۔ کہ وہ خاوند۔ جسنے میری عصمت کی خاطر جان کو قربان کرنا ایک بچوں کا کھیل سمجھا ہے۔ اس کے بعد دوسرا خاوند کر لوں یہ کبھی نہیں ہو سکتا خواہ آسمان ادھر کا ادھر ہو جائے جب تم نہ رہو گے۔ تو اس دنیا میں میرا زندہ رہنا دھرم نہیں۔ میں بھی اُمید م خودکشی کے جرم

کو تنیغ جیح دیکر تیرے پاس جلد پہنچونگی۔

مانا دین۔ شیریں جان کو مفت میں نہ گنوانا۔

خادمہ۔ جب تم ہی نہ رہو گے تو میری جان پہلے ہی نکل جائیگی۔ ہاں ظاہری جسم دکھائی دیتا رہیگا۔ مگر اصل میں میری روح تمہاری روح کے ساتھ رہی رہیگی۔

مانا دین۔ پیش از مرگ واویلا کا وظیفہ نہ گردانو اور اب دیکھو کیا ہوتا ہے!

سارجنٹ۔ (دروازہ کھٹکھٹا کر) اندر کوئی ہے

مانا دین۔ (باہر آکر) فرمایئے صاحب کیا حکم ہے

سارجنٹ۔ تمہارا نام مانا دین ہے۔

مانا دین۔ ہاں جناب مجھے لوگ مانا دین کہتے ہیں۔

سارجنٹ۔ کیا تم نے لالہ ٹھاکر داس کو لات ڈنڈوں اور چھری سے مارا ہے۔

مانا دین۔ ہاں صاحب میں نے مارا ہے۔

سارجنٹ۔ چونکہ تمہارے مارنے سے وہ اسوقت لب جان ہے۔ اس لئے یہ خون تمہارے ذمہ لگیگا

مانا دین۔ جو کچھ آپ فرماتے ہیں درست ہے

سارجنٹ۔ (ایک سپاہی کی طرف مخاطب ہوکر) اس کو جلد ہتھکڑی لگادو۔

سپاہی۔ مانا دین کو پرے لیجاکر۔ اگر تم نے مکر نہ ہو۔ تو ابھی مکر جاؤ ورنہ تمہارا اقبال تمہارے حق میں نہایت نقصان دہ ہوگا۔

مانا دین۔ گو میں غریب آدمی ہوں۔ مگر جھوٹ کبھی نہ بولونگا۔

سپاہی۔ یاد رکھو پورے دس سال کی قید بھگتو گے۔ اور اگر کچھ نقدی مجھ کو اور کچھ صاحب کو دیدو گے۔ تو پھر امید ہے۔ کہ بچ جاؤ گے ورنہ اب تمہاری خیر نظر نہیں آتی۔

مانا دین۔ خیر نظر آئے یا نہ آئے میں جھوٹ کبھی نہ بولونگا۔

سپاہی۔ حضور یہ آدمی اپنا جرم اقبال کرتا ہے اب اسے ہتھکڑی سے جکڑ دینا چاہیئے۔

سارجنٹ (جھڑک کر) ہاں! ہتھکڑی کیوں نہیں لگاتے۔
سپاہی نے فوراً ہتھکڑی مانا دین کے ہاتھ میں لگا دی۔ اور سارجنٹ بولا۔ اسے حوالات میں آج رکھو۔ کل حاکم کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ اور سید صاحب بڑے گھر کی سیر دیکھیگا۔
مانا دین نے سارجنٹ کی باتوں کا کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ خاموش ہو رہا۔ ازاں بعد سارجنٹ اور سپاہی شہر کی طرف چلے گئے۔ اور دوسرا سپاہی نے مانا دین کو تھانے میں لیجا کر حوالات میں داخل کر دیا۔ خادمہ نے باہر اگرچہ اُف تک نہ کی بلکہ اندر ہی اندر دل ہی دل میں رو یا کی مگر رونا ضبط کرنے پر بھی چند آنسو اسکی آنکھوں سے نکل پڑے۔ اور دل میں کہنے لگی نہ میں اس گھر میں نوکر ہوتی اور نہ ٹھاکر داس مجھے چھیڑتا۔ اور نہ میرے خاوند کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوگا۔ آہ میں نے خاوند کے لئے دشمن ہو گئی۔ واہ رے میرے سوامی تمہارا حوصلہ میں نے آج دیکھا۔ میں نے سمجھا تھا کہ پولیس والوں کو دیکھتے ہی جھوٹھ بولیگا اور بچ جائیگا۔ مگر تمہاری ثابت قدمی نے یہ تمہیں سکھا دیا۔ خواہ تم قید میں پڑ جاؤ مگر جھوٹھ بولنا گوارا نہ کرو۔ (معزز ناظرین) آداب دیکھیں کہ پلیڈر صاحب کی کیا حالت ہے پلیڈر صاحب بیماری کے بستر پر لیٹے ہوئے ہیں۔ اور یہ کہہ رہے ہیں بھائی صاحب پولیس کو کیا رپورٹ دے آئے ہیں۔
امیر چند۔ ہاں ڈاکٹر کے جانے کے بعد میں اسی وقت انار کلی کے تھانہ میں رپورٹ کرا آیا ہوں۔
ٹھاکر داس۔ آپ نے کیا رپورٹ لکھائی ہے۔
امیر چند۔ میں نے یہی لکھایا ہے۔ کہ میرے بھائی کو خادمہ کے خاوند نے مار کر جنگل کے پار چھوڑ دیا ہے۔ پولیس اس کی بابت جس قدر جلد ممکن ہو تفتیش کرے۔ اگر تفتیش نہ کی گئی۔ میرے بھائی کی ہلاکت اب ہو جائے۔ تو اس کا قاتل خادمہ کا خاوند ہوگا
ٹھاکر داس۔ رپورٹ لکھکر پولیس والوں نے کیا کہا تھا۔

امیر چند۔ سارجنٹ نے کہا تھا۔ کہ اگر میں موقعہ پر حاضر نہ تھا۔ تو مجھکو کیونکر معلوم ہوا۔ کہ میرا بھائی یعنی تم جنگل میں ایسی بری حالت میں پڑے ہو۔ میں نے اسکو جواب دیا تھا۔ کہ ایک آدمی نے اس کی بابت اطلاع دی تھی پھر سارجنٹ نے کہا تھا۔ کہ اس آدمی کی اس واردات میں سازش پائی جاتی ہے۔ بس اس لئے اُسے جلد پکڑا جانا چاہیئے۔ اس پر میں نے جواب دیا تھا کہ وہ بھلا مانس آدمی معلوم ہوتا ہے مگر سارجنٹ نے پھر کہا تھا کہ نہیں اسی آدمی کی اس معاملہ میں شرارت پائی جاتی ہے۔ ورنہ اس کو کیا ضرورت تھی۔ کہ ہمارے گھر تکلیف کرکے جاتا۔

ٹھاکر داس۔ تو اس کے یہ معنے ہوئے کہ ایک بیچارا غریب آدمی جو کہ مصیبت کے وقت میرے کام آیا۔ اور جس نے ہمدردی کے طور پر میرے گھر میں میری حالت زار پر افسوس کرکے اطلاع دی۔ وہ مفت میں پھنس جائیگا۔ خیر اچھا کیا جو وقت کے پہلے آپ نے اس کی بابت مجھے اطلاع دی ورنہ خواہ مخواہ دھر لیا جاتا۔

امیر چند۔ ہاں ایسے آدمی کو بچانے کی ضرور کوشش ہونی چاہیئے۔

اسی اثناء میں نیچے سے آواز آئی۔ لالہ ٹھاکر داس لالہ ٹھاکر داس۔

ٹھاکر داس۔ نیچے آپ دیکھیں کون ہے؟

امیر چند۔ کھڑکی میں سے جھانک کر) کمپونڈر ہے۔

ٹھاکر داس۔ اُسے اوپر بلا لو۔ ہائے کمپونڈر جب اب آکر پٹیاں کھولیگا۔ تو مجھے بھاری زخموں کے باعث ضرور تکلیف ہوگی۔ کیسے بُرے وقت میں موقعہ دیکھنے کے لئے گیا تھا۔ سچ ہے۔ جب برگشتہ سخت ہو جاتی ہے۔ تو عقل کچھ کام ہی نہیں کرتی۔

امیر چند (نوکر کو بلا کر) جاؤ نیچے کمپونڈر آیا ہوا ہے۔ اُسے اُوپر لے آؤ۔ یہ سُنکر نوکر کمپونڈر کو بلا کر لے آیا۔ اور کمپونڈر نے آکر پٹیاں کھولیں۔ اور زخموں کو دوائی سے دھونے لگ گیا۔

اور پھر نیچے سے آواز آئی۔ لالہ ٹھاکر داس لالہ ٹھاکر داس

نوکر۔ (کھڑکی میں سے دیکھکر اور لالہ امیر چند کی طرف مخاطب ہو کر) نیچے دو پولیس والے کھڑے ہیں۔

ٹھاکرداس - کیا پولیس والے۔

امیرچند - بھائی تم دوائی زخموں پر اچھی طرح سے لگواؤ۔ تاکہ تمہارے زخموں کو جلد آرام آئے۔ میں خود نیچے جاکر دریافت کرآتا ہوں کہ کون پولیس والے ہیں۔

ازاں بعد امیرچند نیچے چلا گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ سارجنٹ کھڑا ہے جسکو رپورٹ لکھائی تھی۔ جھٹ اسے دیکھتے ہی بولا سنتو نیچے دو کرسیاں لے آؤ۔ سنتو نیچے آکر حضور کرسیاں بیٹھک میں پڑی ہیں میں ابھی لے آتا ہوں۔

سارجنٹ - کرسیوں کی کیا ضرورت ہے؟

امیرچند - جاؤ جلد جاکر کرسیاں لاؤ۔

نوکر - حضور کیا سچ مچ کرسیاں لے آؤں۔ بیٹھک کی چابی کس کے پاس ہے۔

امیرچند - سنتو کی طرف مخاطب ہو کر۔ تو بڑا بیوقوف نوکر معلوم ہوتا ہے۔ جلد اوپر سے چابی لیکر دو کرسیاں لے آؤ۔

سارجنٹ - یہ آپ کے سامنے چارپائی پڑی ہے۔ اس پر ہم بیٹھ جائیں گے۔ یہ سنکر سنتو جھٹ چارپائی لے آیا۔ اور سارجنٹ اور امیرچند اس پر بیٹھ گئے۔ سپاہی بھی انکے نزدیک کھڑا ہو گیا۔ اور پھر سارجنٹ یوں بولا میں لالہ ٹھاکرداس کے بیانات لینا چاہتا ہوں۔

امیرچند - اس وقت کمپونڈر اوپر آیا ہوا ہے۔ اور وہ پٹیاں کھول کر زخموں کو دھو رہا ہے۔ اور اس وقت لالہ ٹھاکرداس کو درد بھی سخت ہو رہا ہے۔ بس اگر تکلیف کر کے اس جگہ کچھ دیر اور ٹھہریں۔ تو بیانات دینے میں ان کو تکلیف کم ہو گی۔

سارجنٹ - تو میں ٹھہر جاتا ہوں۔ کیونکہ ان کے بیانات کے لئے بغیر واردات کی تہ کو ہم نہیں پہنچ سکتے۔

امیرچند - سنتو بازار سے جاکر دو لیمونیڈ کی بوتلیں لے آؤ۔

سنتو - حضور اوپر چاہ طیار ہے۔ اگر حکم کرو تو لے آؤں۔

امیرچند - سنتو جو تم کو کہا جاتا ہے وہ کرو۔ ہر ایک بات میں اپنی حماقت نہ کیا کرو۔

جاؤ بازار سے جلد دو بوتلیں لے آؤ۔

سنتو۔ بہت بہتر جناب میں ابھی بوتلیں لے آتا ہوں۔ ازاں بعد دو بوتلیں رتو بھی کی لے آیا۔ اور سارجنٹ صاحب بوتل پی کر بولے۔ اس سپاہی کو بھی پانی پلاؤ۔ ور سنتو نے دوسری بوتل کی کھول دیا۔ اور سپاہی گٹ گٹ کرکے پی گیا۔

سپاہی۔ جناب ابھی بوتل پی ہے۔ اگر چاہ کی ضرورت ہوگی تو پھر اوپر سے منگوا لیں گے۔

امیر چند۔ (سارجنٹ کی طرف مخاطب ہوکر) اگر آپ کہیں تو میں اوپر جاکر یہ دیکھ آؤں۔ کہ آیا پٹیاں ابھی باندھ دیگئی ہیں یا نہیں؟

سارجنٹ۔ ہاں ہاں آپ اوپر جا سکتے ہیں۔ آپ کو روکا کس نے ہے۔ ہم تو صرف بیانات کے لئے آئے ہیں۔ اگر پانچ یا دس منٹ اس جگہ ٹھہر جائیں۔ تو ہمارا اس میں ہرج کیا ہے۔

امیر چند۔ (اوپر جاکر) بھائی صاحب کا کیا حال ہے۔

ٹھاکر داس۔ کل سے ذرا آرام معلوم ہوتا ہے۔

کمپونڈر۔ بالکل شفا ہو جائیگی۔ فکر کی اب کوئی بات نہیں۔

ٹھاکر داس۔ بھائی صاحب کمپونڈر کو ایک روپیہ دیدو۔

امیر چند۔ (کمپونڈر کو روپیہ دیکر) نیچے پولیس والے تمہارے بیانات لینے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔

کمپونڈر۔ (روپیہ لیکر) جناب میں کل پھر آؤنگا۔

امیر چند۔ بہت اچھا۔ مگر اب اگر لالہ ٹھاکر داس بیانات دیدیں۔ تو ان زخموں کو کچھ تکلیف تو نہ ہوگی۔

کمپونڈر۔ اگر سارجنٹ اوپر آکر بیانات لے جائے۔ تو ذرا بھی دقت نہ ہوگی۔ اور اگر ان کو نیچے جانا پڑا۔ تو زخموں کو ضرور درد ہوگا۔ اور ان کے شفا ہونے میں بھی دیر لگیگی۔

ٹھاکر داس۔ سارجنٹ کو اوپر بلا لینا۔ اور اگر وہ نہ مانیگا۔ تو پھر کس وقت بیانات دیئے جاسکتے ہیں۔ سارزاں بعد کمپونڈر چلا گیا۔ اور امیر چند نیچے جاکر بولا جناب اگر ٹھاکر داس نیچے آئیگا۔ تو اس کے زخموں کو شدید درد ہوگی۔ اور درد ہونیکی وجہ سے ہم کو اندیشہ ہے کہ وہ بیہوش نہ ہو جائیں۔ پس اس لئے اگر آپ کو اوپر جانیکی تکلیف معلوم نہ ہو تو آپ بیانات لے سکتے ہیں۔

سارجنٹ۔ میرے اوپر بیانات لینے میں کچھ ہرج نہیں۔ مگر کیا آپنے اوپر پردہ کیا ہوا ہے۔

امیر چند نے سنتو کو نیچے بلاکر یہ ہدایت کی کہ عورتوں کو کہو۔ کہ دوسرے کمرے میں چلی جائیں سارجنٹ صاحب اوپر بیانات لینے کے لئے آئینگے۔ سنتو اوپر گیا۔ اور پردہ کیا گیا۔ اور سارجنٹ اور سپاہی دو تو امیر چند کے ساتھ ساتھ جاکر ٹھاکر داس کے پاس جا پہنچے اور سارجنٹ نے ٹھاکر داس کو سلام کرکے کہا حضور دو چار دن میں بڑے دبلے ہو گئے ہیں

ٹھاکر داس۔ آپ سامنے والی چارپائی پر آرام فرمائیں۔ مجھے معاف رکھنا میری خاطر آپ کو بہت تکلیف ہوئی ہے

سارجنٹ۔ تکلیف کی کوئی بات نہیں میرا یہ فرض ہے۔ کہ واردات کی پوری طرح سے تفتیش کروں۔ اگر آپ کو بیانات دینے میں کچھ دقت معلوم ہوتی ہو۔ تو میں پھر آجاؤنگا

ٹھاکر داس۔ نہیں اسوقت مجھے کچھ آرام معلوم ہوتا ہے۔ آپ میرے بیانات اب لے لیں۔

سارجنٹ۔ چونکہ آپ ہر روز یہ جھگڑے دیکھتے ہیں۔ پس اس لئے جو آپ پر مصیبت بنتی ہے۔ اس کا حال بیان کے طور پر مجھپر ظاہر کریں۔ میں اس کو قلمبند کرتے جاؤنگا۔

ٹھاکر داس۔ جناب چار یا پانچ دن کا ذکر ہے۔ کہ میرے پاس ایک آدمی جس کا میں نام نہیں جانتا شام کو میری بیٹھک میں آیا۔ اور اس نے مجھے کہا کہ ماتا دین جو کہ عدالت میں

مجھکو ایک بجے ملا تھا۔ وہ خادمہ کا خاوند نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس کا یار ہے۔ پس اس لئے اس کی کسی بات کا اعتبار نہ کرنا۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے اس کی باتوں کی طرف کچھ التفات نہ کرنا۔ میں نے اسے جواب دیا تھا۔ اگر وہ میرا موکل بن کر آئیگا تو میں اُسے مدد دونگا۔ کچھ دیر بعد پھر ماتا دین آیا۔ اور ایک سمن اور ایک دس روپیہ مجھے دیکر یہ کہہ گیا۔ کہ فلاں جگہ پر حاکم نے موقعہ پر آنا ہے۔ اس لئے میں ضرور صبح کو نو بجے موقعہ پہنچ جاؤں۔ اور میں نے اقرار کر دیا کہ ہاں مقررہ وقت میں پہنچ جاؤں گا۔ پس قریباً ساڑھے آٹھ بجے میں تن تنہا ماتا دین کے مکان پر پہنچا۔ اور جونہی میں اس کے مکان کے اندر گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ دو آدمی اِدھر اور دو آدمی اُدھر اپنے اپنے ہاتھوں میں ڈنڈے لئے کھڑے ہیں۔ ابھی ماتا دین کے اندر گئے ہوئے مجھے دو تین منٹ ہی گذرے تھے۔ کہ ہر ایک آدمی نے مجھپر لٹھوں سے وار کیا۔ بلکہ ایک نے مجھے چھرا دکھا کر میرے بتیس روپیے چھین لئے۔ چونکہ میں اکیلا تھا۔ دوئم گھبرا گیا تھا۔ اس لئے میں ان چاروں آدمیوں کے حملہ کا کچھ جواب نہ دے سکا۔ انہوں نے پھر مجھ پر کئی دفعہ لٹھوں سے وار کیا۔ پھر لوہے کی زنجیروں سے مجھے جکڑ دیا۔ مگر لوہے کی زنجیروں کے جکڑنے سے پہلے میرے انہوں نے سب کپڑے اتار دیئے۔ صرف میرے جسم پر ایک پاجامہ رکھا۔ دن کے وقت انہوں نے مجھے اندر باندھ رکھا۔ اور پھر رات کو میرے منہ میں کپڑا دیکر مجھے چارپائی پر لٹا دیا۔ اور پھر جنگل میں جا کر مجھے چارپائی سے پھینکدیا۔ اور آپ اپنی چارپائی لیکر وہاں سے چلدیئے۔ جس وقت انہوں نے مجھے جنگل میں پھینکدیا تھا۔ اس وقت میں بیہوش ہو گیا تھا۔ مجھے بالکل کچھ سُدھ نہ رہی۔ صبح قریباً نو بجے مجھے کچھ ہوش آیا۔ تو میرے پاس سے ایک آدمی گذرا۔ وہ آدمی میری حالت دیکھکر ذرا ٹھہر گیا۔ میں نے اس سے درخواست کی۔ کہ میری زنجیریں کھولدو اور ازاں بعد میرے گھر میں میری بابت اطلاع دے آؤ۔ اس نے میری گذارش کو قبول کیا۔ اور اس کے اطلاع دینے پر میرا چھوٹا بھائی مجھے وہاں جا کر لے آیا۔

سارجنٹ۔ یہ خادمہ کون ہے؟

ٹھاکر داس۔ یہ ہمارے گھر میں نوکر تھی۔ اور کسی وجہ سے وہ اس گھر سے برطرف کی گئی تھی۔

سارجنٹ۔ کیا آپ ان چار پانچ آدمیوں کی شناخت کر سکیں گے کہ جنہوں نے آپ کو مارا ہے۔

ٹھاکر داس ۔ کچھ کچھ خیال پڑتا ہے ۔ کہ میں انہیں پہچان لوں گا ۔ مگر پوری طرح سے شناخت نہیں کر سکتا ۔

سارجنٹ ۔ وہ تمن کہاں ہے ۔ جو ماتادین نے آپ کو دیا تھا ۔

ٹھاکر داس ۔ وہ میرے اُن کپڑوں میں تھا ۔ کہ جو انہوں نے میرے بدن سے زبردستی اُتارے تھے ۔

سارجنٹ ۔ کیا آپ کی خادمہ کے خاوند سے کوئی دشمنی تھی ۔

ٹھاکر داس ۔ اور دشمنی تو کوئی نہیں ۔ صرف یہی تھا کہ میں اس عورت کی مرضی کے برخلاف اُسے اس گھر سے باہر اس لئے نکالا تھا کہ کام سستی سے کیا کرتی تھی ۔

راوی ۔ اگر ہم ابھی لالہ صاحب کی کرتوت کا ذکر انہیں سنا دیں ۔ تو پھر پلیڈر صاحب کو اُلٹا دق کر کے سمجھائیں ۔ مگر ہمیں کیا آہستہ آہستہ سب راز دلبستہ ہو جائیگا ۔

سارجنٹ ۔ آپ اپنے بیانات کو غور سے پڑھ لیں ۔ اور اس پر دستخط کر دیں ۔

لالہ ٹھاکر داس نے پڑھکر اپنے بیانات کے نیچے دستخط کر دیئے ۔ اور سارجنٹ اس جگہ سے چل پڑا ۔ مگر جاتے جاتے یہ دریافت کر گیا ۔ کہ وہ آدمی جس نے آپ کو تکلیف کے وقت مدد دی تھی ۔ اُس کا کیا نام ہے

ٹھاکر داس ۔ میں اس کا نام تو نہیں جانتا ۔ مگر اُسے اچھی طرح پہچانتا ہوں ۔

سارجنٹ ۔ اگر وہ آپ کے پاس آجکل آوے تو اُسے انارکلی کے تھانہ میں بھیج دینا ۔

ٹھاکر داس ۔ بہت اچھا صاحب میں آپکے فرمان کی تعمیل کرونگا ۔ اگر وہ اس جگہ آگیا ۔

ازاں بعد سارجنٹ و سپاہی دونوں یہاں سے چلے گئے مگر راستہ میں یہ باتیں کرتے گئے ۔

سپاہی ۔ سارجنٹ صاحب یہاں سے تو ایک کوڑی بھی وصول نہیں ہوئی ۔ میرے خیال میں وکیل ابھی وکالت کی بو میں ہوگا ۔ اس لئے اس نے ہمیں کچھ بھی نہ دیا ۔

سارجنٹ ۔ نہیں دیا تو نہ سہی مقدمہ اس کا کمزور رہیگا ۔ اگر کچھ مل جاتا تو پوری طرح سے تفتیش کی جاتی ۔ اور جھٹ ملزم پکڑے جاتے ۔

سپاہی ۔ جیسا کوئی کریگا ویسا بھریگا ۔

چوتھا باب

پلیڈر صاحب کے بدچال چلن سے کوچہ کی عورتیں کیا رائے ظاہر کرتی ہیں؟

جب پولیس والے چلے گئے۔ تو کوچہ کی ایک بوڑھی عورت اس گھر میں آئی اور پلیڈر صاحب کی والدہ سے پوچھنے لگی بہن جی آج یہ پولیس والے اس جگہ کیوں آئے تھے۔ اور ایک ہی دن میں تمہارا بیٹا بیماری کے بستر پر کیوں پڑا۔ اور یہ بھی فرمائیں کہ آپ کے بیٹے سے پولیس نے ایک کاغذ پر دستخط کیوں کرائے۔

والدہ۔ دیکھ میری بہو اپنے خاوند کے پاس ہے؟

بوڑھی۔ ہاں وہ ابھی آپ کے پاس جاکر دوسرے کمرے میں چلی گئی ہے۔

والدہ۔ سکنو وہ جو ہمارے گھر میں نوکرانی تھی۔ اس کو میرے بیٹے نے کسی دن چھیڑا تھا۔ اور اس کے خاوند نے کسی دن چھیڑا تھا۔ اور اُس کے خاوند نے اس کو دھوکے سے اپنے گھر بلاکر اپنی بیوی کی بے عزتی کا بدلہ لیا یعنی پانچ چھ آدمیوں کو اُس نے گھر میں بیٹھا دیا تھا جونہی میرا بیٹا۔ اس کے گھر پہنچا۔ اسی وقت انہوں نے فوراً لٹھوں سے مارا۔ اور یہاں تک نوبت آگئی کہ بیٹے کی جان کے لالے پڑگئے تھے۔ ہم نے پولیس میں رپورٹ کی تھی۔ اور پولیس ان ظالموں کے پھنسانے میں مشغول ہے۔ امید ہے کہ اب قید خانہ بھگتینگے۔

بوڑھی۔ اگر ایسی پردے والی عورت تھی۔ تو موئی نوکری کرنے کیوں آئی تھی۔ امیروں کے گھروں میں اگر جب کھانیکو ملتا ہے۔ تو ان مزدوروں کا دماغ عرش بریں پر چڑھ جاتا ہے۔

والدہ۔ نہ وہ آتی اور نہ یہ برا دن دیکھنا نصیب ہوتا۔

بوڑھی۔ وہ جنہوں نے تمہارے بیٹے کو لٹھوں سے مارا ہے۔ وہ ضرور اب پھانسی پائینگے

والدہ۔ ایشور اب ان کا بدلا دیگا۔

بوڑھی۔ اب اس وقت تمہارے بیٹے کا کیا حال ہے؟

والدہ۔ آج جس وقت ڈاکٹر نے دوا لگائی تھی تکلیف کم معلوم ہوئی تھی۔

بوڑھی۔ ایشور کرے جلد اسے آرام ہو جائے

والدہ۔ جہاں آپ جیسی بزرگ عورتوں کی کرپا ہو۔ وہاں بھلا تکلیف کیونکر رہے۔

بوڑھی۔ دو چار دن تک کلی شفا ہو جائیگی۔

والدہ۔ اگر چند دنوں تک بالکل آرام ہو جائیگا۔ تو میں تمہیں لڈو کھلاؤنگی۔

بوڑھی۔ اب میں جاتی ہوں کل پھر تمہیں ملنے آؤنگی۔

والدہ۔ جس وقت تم چاہو آسکتی ہو۔ تمہارا اپنا گھر ہے۔ مگر جو باتیں میں نے تمہیں بتائی ہیں ان کو اپنے پاس ہی رکھنا۔

بوڑھی۔ کیا یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ میں کسی اور کو آپ کے گھر کا بھید دوں ازاں بعد بوڑھی اپنے گھر چلی گئی۔ اور جاتے ہی اس نے اپنی بہو کو کہا۔ کچھ پتہ بھی ہے۔ کہ ہمارے ہمسایہ میں کیا ہو رہا ہے میں نے تو جب سے ایک بات اس کے گھر کی سنی ہے۔ اسی وقت سے میرے زمین تلے کی مٹی نکل گئی ہے۔

بہو۔ کیا بات ہے۔

بوڑھی۔ بس آج سے اس گھر میں کبھی نہ جایا کرو۔ اور نہ اس وقت جب ٹھاکر داس ہو۔ تم دریچہ میں سے جھانکا کرو۔

بہو۔ میں تو پہلے ہی اپنے اندر بیٹھی رہتی ہوں۔

بوڑھی۔ اگر اپنے گھر کام کاج میں مصروف رہا کروگی تو تمہارے لئے بھی اچھا ہے۔ ورنہ تمہارے لئے بے عزتی کا باعث ہوگی۔

بہو۔ کیا مجھے آپ نے کبھی گھر سے باہر جاتے دیکھا۔

بوڑھی۔ ابھی پرسوں جب میں اپنی بیٹی کو مل کر واپس آئی۔ تو تو کوچہ میں لالہ ٹھاکر داس کی بیوی سے باتیں کر رہی تھی۔

بہو۔ وہ بڑی نیک سیرت عورت ہے۔ اس سے باتیں کرنی عجیب میں داخل نہیں۔

بوڑھی۔ یہ تو بجا ہے۔ کہ وہ حیا رکھنے والی عورت ہے۔ مگر اس کا خاوند نہایت بدچلن ہے۔

بہو۔ میرے خیال میں آپ کا کہنا درست ہے۔

بوڑھی۔ تم کیونکر ہؤا کہ وہ بدآدمی ہے

بہو۔ جب کبھی میں اس کی بیوی کے پاس ٹھیرا کرتی ہوں۔ اور کبھی موقع سے اس کا خا
بازار سے آجائے تو وہ فوراً کہا کرتی ہے۔ کہ اب تم اپنے گھر میں جاؤ۔ کیونکہ اس کا خاو
بسا اوقات شراب پیا کرتا ہے۔ اور مدہوشی سے اُس کے لئے یہ کوئی بڑی بات نہیں
کہ وہ غیر سے میرے سامنے ہی چھیڑخانی کرے۔

بوڑھی۔ تم اب اس کے گھر کی دہلیز میں کبھی بیٹھا نہ کرو۔ کیونکہ اگر کسی وقت اس نے اگر ذرا
بھی تمہاری طرف نظر بھر کر دیکھا تو تمہارے پتی دھرم میں فرق پڑ جائیگا۔

بہو۔ چونکہ نیک اور عصمت کو پاک رکھنے والی عورت ہے اس لئے وہ بولی میری مہربان
ساس میں پھر کبھی اس کے گھر میں نہ جاؤں گی۔

بوڑھی۔ تیرے سامنے تیری تعریف کرنی گویا خواہ مخواہ تم کو مغرور کرانا ہے۔ مگر یہ بالکل
ٹھیک ہے۔ کہ تو نیک لڑکی ہے۔ ہماری ہی خوش قسمتی ہے کہ تیرے جیسی پاک دامن لڑکی
ہمارے گھر میں آئی۔

بہو۔ یہ تو آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ ورنہ میں نیک عورتوں کے مقابلے میں کونسی گنتی میں ہوں
مگر آپ نے وہ بات نہیں بتائی۔ کہ جس کو دیکھ کر آپ نے مجھے اس گھر میں جانے سے منع کیا
تھا۔

بوڑھی۔ میں اس شرط پہ بتاتی ہوں۔ کہ تم کسی کو نہ بتاؤ۔

بہو۔ میں نے کس کو کہنا ہے۔

بوڑھی۔ وہ جو جوان عورت ان کے گھر میں نوکرانی تھی۔ اس سے پلیڈر صاحب نے کچھ
چھیڑخانی کی تھی۔ میرے خیال میں اس سے ضرور بدکارروائی کی ہوگی۔ وہ اب اس گھر میں سے
نکالی گئی ہے۔ اور ان کے خاوند پر یہ بھید ظاہر ہونے پر پلیڈر یعنی لالہ ٹھاکر داس کو بلا کر اس
خوب وہی لٹھوں سے مارا ہے۔ اور اب کسی دن کو اس کو شفا ہوگی۔ گو اس نے بدلہ تو لیا ہے
لیکن ضرور وہ قید بھگتیگا

بہو۔ (اپنی انگلیاں دانتوں کے تلے دبا کر۔ ہائے گھر میں اپنی عورت کے ہوتے گھر کی خا

سے چھیڑ خانی نالایق کو ذرا بھی شرم نہ آئی۔ چور بھی چوری کرتا ہے۔ تو دس گھر چھوڑ کر۔ مگر اس بیوقوف ذرا بھی سمجھ نہ آئی۔ کہ اپنی عورت کے سامنے غیر کو چھیڑنے سے کیا نتائج ظہور میں آتے ہیں۔ یہ ٹھیک ان جوئی چوہوں کی طرح ہے جو مندروں میں جا کر جوئی چرا لیتے ہیں۔ مگر ایسا ہی بدخیال پیدا ہوا تھا۔ تو باہر جا کر کہیں اپنے منہ پر مٹی ڈال لیتا۔ یہ بالکل سچ ہے۔ کہ اس خادمہ کا خاوند ضرور قید ہو جائیگا۔ مگر یہ بھی اب اس کی سمجھ میں آ جائیگا کہ کسی غیر کو چھیڑنا نہیں چاہیئے۔

بوڑھی۔ ایسے بدچال چلنے والے حیا کو کچھ جانتے ہی نہیں

بہو۔ چلو جانے دو۔ ہمیں کیا کوئی برا ہوگا۔ تو اپنے گھر ہوگا ہمیں اس سے کیا۔

بوڑھی۔ یہ بات کسی کو نہ بتانا۔ کیونکہ میں نے اس کی والدہ سے اقرار کیا تھا کہ میں کسی کو یہ حال نہ بتاؤنگی۔

بہو۔ میں نے کسی کو کہہ کے کیا کرنا ہے۔

بوڑھی۔ چپ اب تمہارا خاوند آگیا ہے۔

بہو۔ (منہ پر گھونگٹ نکال کر) آج باتوں میں کھانا بھی نہیں بنایا۔

بوڑھی۔ فکر مت کرو۔ میں ابھی بنا لیتی ہوں۔ اسی اثناء میں بوڑھی کا بیٹا آیا۔ اور بولا ماں کیا کھانا تیار ہے۔

بوڑھی۔ بیٹا۔ آج گھر میں لکڑیاں نہیں ہیں۔ میں کیونکر کھانا بنا سکتی ہوں۔

بیٹا۔ (چیں بچیں ہو کر) اگر تو صبح لکڑیوں کی بابت مجھے کہہ دیتی تو میں صبح اپنے کام پر جانے سے پیشتر تمہیں ضرور لا دیتا۔ اب اس وقت مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔

بوڑھی۔ تم پانچ یا سات منٹ اس جگہ ٹھیر جاؤ۔ ابھی کھانا طیار کر لیتی ہوں۔

بیٹا۔ میں بازار کسی کام کے لئے جاتا ہوں۔ اور ابھی واپس آ کر کھانا کھا لونگا۔

بوڑھی۔ بیٹا کھانا کھا کر جاؤ۔ تو اچھا ہے۔

بیٹا۔ کھانا تو تیار نہیں۔ میں اسی وقت کیونکر کھا سکتا ہوں۔

بوڑھی۔ تھوڑی دیر کے لئے ٹھیرو۔ میں ابھی سب کچھ طیار کر لیتی ہوں۔

ازاں بعد بوڑھی نے بہو کو کہا جاؤ نیچے سے کوئی لکڑی دیکھ بھال کے لے آؤ بہو نیچے گئی اور دو لکڑیاں اٹھا لائی۔ اور جھٹ پٹ ہی بوڑھی نے کھانا بنا لیا۔ امردہ سیر ہو کر پھر بازار کو چلا گیا۔ اور بہو نے پھر نیچے جا کر اپنی ہمسائی کو بلا کر لالہ ٹھاکر داس کا کل حال بنا دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہدیا۔ کہ کسی کو بتانا نہیں۔ پھر ہمسائی نے کسی اور گلی والی کو اور گلی والی نے کسی اپنی ہمسائی کو ٹھاکر داس کی کرتوت سنائی۔ مگر معزز ناظرین ہر ایک دوسری سے کہتی ہے۔ کہ بہن کسی کو بتانا نہیں کیونکہ کسی کا بھید کسی کو بتانا اچھا نہیں

راوی۔ ہم بھی تائید کرتے ہیں کہ کسی عورت نے۔ کسی پر یہ راز ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ اس احتیاط کی نہائیت شاباش دینی چاہیئے۔ کہ ہر ایک نے دوسری کو کہدیا۔ کہ یہ راز کسی پر افشا نہ ہو۔

ازاں بعد چھ یا سات عورتیں کو چہ میں اکٹھی مل کر یہ باتیں کرنے لگ گئی ہیں۔
پہلی۔ ٹھاکر داس کی بیوی کیا نوکرانی سے کم حسین ہے۔ جو اس نے اس پر ہاتھ ڈالا۔
دوسری۔ زیادہ خوبصورت نہیں مگر یہ تو ٹھیک ہے کہ خاوند ابھی جوان عورت تھی۔
تیسری۔ وہ بھی ہر وقت زلفیں سوار کر اوپر نیچے جایا کرتی تھی۔
چوتھی۔ موئی نے اپنے خاوند کو کیوں یہ حال بتایا جب اپنی مرضی سے پلیڈر سے ملی تھی۔
پانچویں۔ اگر وہ اپنی طبیعت کی چاہت سے پیار کرتی۔ تو وہ کبھی اپنے خصم کو اس حال سے آگاہ نہ کرتی۔
چھٹی۔ یہ بھید پلیڈر صاحب کی عورت اور والدہ پر کیوں ظاہر ہوا۔
پہلی۔ بہن میں نے سنا ہے۔ کہ جب ٹھاکر داس نے خادمہ کو سیڑھیوں میں پکڑا تو اس نے چیخیں ماریں۔ اور یہ دونوں جب نیچے آئیں۔ تو اسے چھڑا کر لے گئیں۔
دوسری۔ اس حالت میں خادمہ کا کچھ قصور معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اگر وہ زر کے زور سے ملی ہوتی تو وہ ڈھاریں مار کر اونچی اونچی چیخیں کیوں مارتی۔
تیسری۔ مگر وہ بن ٹھن کے کیوں پھرتی رہتی تھی۔

چوتھی۔ جب کبھی وہ کوچہ سے گزرتا ہے۔ تو ادھر اُدھر آنکھیں پھاڑ کر دیکھتا جاتا ہے۔
پانچویں۔ ایک دن جب میں گھر کو واپس آرہی تھی۔ تو وہ بھی کوچہ میں سے گذر رہا تھا
پہلے اس نے میری طرف گھور کر دیکھا۔ پھر آہستہ سے اپنے نوکر کو کہنے لگ گیا۔ اس
کو جاکر کہدے۔ کہ اگر تمہارا لہنگا اب پرانا ہو گیا ہے۔ تو کیا نیا بنوا دیا جائے۔
چھٹی۔ تم نے اس کو کیا جواب دیا تھا۔
پانچواں۔ اس کا نوکر میری طرف آنے کو تھا کہ میں نے دو قدم تیز کر کے اپنے گھر کا راستہ
لیا۔
چھٹی۔ تو تمہارے خیال میں نوکر بھی بدمعاش معلوم ہوتا ہے۔
پانچویں۔ مجھے ایک دفعہ اس نے پھر راہ جاتے جاتے یہ کہا تھا کہ اُس نے مجھ سے
ایک بات کرنی ہے۔ میں نے اُسے فوراً جواب دیا تھا کہ جو بات کرنی ہے۔ میرے
خاوند سے کرو۔ میں تم سے کچھ بات کرنا پسند نہیں کرتی۔ وہ اپنا سا منہ لیکر چلا گیا
چھٹی۔ اگر کوچوں میں ایسی باتیں ہونے لگیں۔ تو بڑے اندھیر کی بات ہے۔
پانچویں۔ امیر آدمی کون سمجھائے اگر ان حالات سے ذرا بھی تمہارے جیٹھ کو واقف
کرائی۔ تو ایک نئی لڑائی چھڑ جائیگی میں نے اس لئے یہ بہتر سمجھا۔ کہ میرا فرض اپنے
آپ کو بچانا ہے۔ بس اس دن سے جب یہ آتا جاتا ہے۔ تو میں دور ہی رہتی ہوں۔
تیسری۔ ابھی کل اس نے اس گلی میں جس میں اب یہ رہتا ہے۔ مکان کرایہ پر لیا تھا۔
مگر اب اس مکان کے علاوہ چار پانچ مکانات اس نے اور مول لے لئے ہیں۔ تب ہی
اس کا دماغ عرش بریں پر چڑھا رہتا ہے۔
چوتھی۔ اگر امیر ہو گا۔ تو گھر ہو گا۔ ہر ایک اپنے گھر میں امیر ہوتا ہے۔
پانچویں۔ جب کبھی میں اسے دُور سے دیکھتی ہوں۔ تو میں گلی کی جوان لڑکیوں کو بھی
اشارے سے اِدھر اُدھر کر دیتی ہوں۔
چوتھی۔ یہ کب تک گذارہ ہو گا۔ کسی نہ کسی دن یہاں ضرور کوئی گل کھلیگا۔
پانچویں۔ اب تو بیمار ہی کے بستر سے پہرا پڑا ہے۔ تو کوچہ میں جب کبھی پھر دیکھا

جائیگا۔ ایشور ان باتوں کا اس سے ضرور بدلہ لیگا۔
چوتھی۔ آگے ہمیشہ قاعدہ تھا۔ کہ جب کسی قسم کی انسان کو ضرورت پڑتی تھی تو ہمسایہ اسکی مدد کرتا تھا اور فوراً ہی ضرورت پوری ہو جاتی تھی۔ مگر اب زمانہ کا رنگ بدل گیا ہے اگر اسی طرح ہر ایک اپنی گلی والی پر ریچھ پڑے تو گلیوں میں رہنا مشکل پڑ جائے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اگر روپے کے لالچ سے تو قابو آجاتی تو اُسے یہ حوصلہ پڑ جاتا کہ کسی اور کو پھسلائے
پانچویں۔ میں اس کے روپے کو چولھے میں پھینکتی ہوں۔
معزز ناظرین۔ یہ سب باتوں میں مشغول تھیں۔ کہ اچانک مینہ برسنے لگ گیا۔ اور ہر ایک اپنے اپنے گھر کو چلی گئی۔

پانچواں باب

پولیس خانہ کے گھر

ہیڈ صاحب کے بیانات لیکر سارجنٹ و سپاہی سیدھے انار کلی کے تھانہ میں پہنچے تھانہ میں پہنچتے ہی ماتا دین کو حوالات سے باہر نکال کر سارجنٹ بولا اور تمہارے پاس چار آدمی کون تھے۔ جنہوں نے لالہ ٹھاکر داس کو ٹھوں سے مارا اور چھُرا بھی دکھایا
ماتا دین۔ خاموش۔
سارجنٹ۔ اپنے ہاتھ سے اس کے منہ پر تھپڑ مار کر۔ بدمعاش بے ایمان بتاتا کیوں نہیں۔ کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔ اور ان کا نام کیا ہے۔
ماتا دین۔ (دل میں) اگر سچ بتاؤں تو چند ہی منٹوں میں وہ دھر لیے جاویں گے۔ اور اگر نہ بتاؤں۔ تو مار مار کر ابھی میرا بھیجا نکال دینگے۔
سارجنٹ۔ ایک اور تھپڑ مار کر۔ بولتا کیوں نہیں۔
سپاہی۔ جناب یہ اس طرح نہیں بولیگا۔ بلکہ کسی اور طریقہ سے تو سب کچھ بتادیگا۔

وہ طریقہ یہ ہے۔ کہ اس کی مشکلیں کس کر تین یا چار ڈنڈے اس کے ننگے جسم پر لگائے

جائیں تو ایک ہی منٹ میں سب کچھ بتا دیگا۔

ماتا دین۔ وہ میری بیوی کے رشتہ دار ہیں۔

سپاہی۔ جناب سارجنٹ صاحب اب جلدی گھر چلیں۔ اور اس کی عورت سے باقی

حالات دریافت کر لیں گے۔

سارجنٹ۔ کسی اور سپاہی کو بلا کر اس کو حوالات میں دیدو۔ ہم ابھی باقی تحقیقات کر کے آئینگے۔ وہ سپاہی ماتا دین کو حوالات میں لے گیا۔ اور سارجنٹ و سپاہی دونوں ماتا دین کے گھر چلے گئے۔ اور انہوں نے خادمہ کو باہر بلا کر خوب دھمکایا اور اس سے پوچھا۔ وہ چاروں آدمی کون تھے۔ کہ جنہوں نے لٹھ کر داس کو مارا تھا؟

خادمہ۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ وہ کہاں ہیں۔

سارجنٹ۔ یہ ہم خود ہی پتہ نکالیں گے کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ تم یہ بتاؤ کہ ان کا نام کیا کیا تھا۔

خادمہ۔ (دل میں) اگر جھوٹ بولوں تو خواہ مخواہ مجھے زدو کوب کریں گے۔ اور اگر سچ بولوں تو وہ بھی پکڑے جائیں گے۔ مگر وہ تو رات سے ہی بھاگ گئے ہیں۔ وہ کیونکر یہاں پھنس سکتے ہیں۔

سارجنٹ۔ جھجک کر بتاتی کیوں نہیں۔ ورنہ تو بھی حوالات میں ابھی بھیجی جائیگی۔

خادمہ۔ کیا اسی جگہ مجھے بھی قید کرو گے جہاں میرا خاوند مقید ہے۔ اچھا صاحب مجھے وہاں لے چلو میرا پتی اگر قید میں بھی میرے پاس ہوگا۔ تو وہ قید مجھے سورگ سے بہتر ہے۔ کیونکہ مبارک ہے وہ عورت جو اپنے خاوند کے قدموں میں ہی مرے یہ آزادی مجھے قید کی نسبت بری معلوم ہوتی ہے؟

سارجنٹ۔ (دل میں) کیا غضب عورتوں کے بھی ایسے بیباک چلن ہوتے ہیں پھر زور سے خادمہ کی طرف مخاطب ہو کر بولا ہمیں واہیات باتوں میں تو کیوں دھکیلنے لگی ہے۔ بتا ان چاروں شخصوں کے نام کیا تھے۔ جنہوں نے لٹھ کر داس کو مارا تھا۔

خادمہ۔ ان چاروں کے نام۔ الٰہی بخش۔ پیر بخش۔ اللہ دین۔ و محمد الدین ہیں۔

سارجنٹ۔ ہندوؤں کے گھر میں مسلمانوں کا کیا کام تھا۔ سچ سچ نام بتادے
ورنہ تو خواہ مخواہ حوالات میں دیدیجاویگی۔

خادمہ۔ میں نے نام بالکل سچے بتلائے ہیں۔ اگر تمہیں مجھپر اعتبار نہیں۔ تو کسی اور سے
سچے نام دریافت کرلو۔

سارجنٹ۔ اور اسی وقت ان کے پاس کون کون تھے؟

خادمہ۔ اور کوئی نہ تھا۔

سارجنٹ۔ کیا تمہارا خاوند اس وقت ان کے پاس تھا؟

خادمہ۔ نہیں وہ باہر ٹھیرا ہوا تھا۔

سارجنٹ۔ تو ان چاروں نے لالہ ٹھاکرداس کو ہاتھوں سے مارا تھا۔ اور تمہارا
خاوند اس وقت باہر ٹھیرا ہوا تھا۔

خادمہ۔ ہاں وہ چاروں اندر تھے۔

سارجنٹ۔ سپاہی سے مخاطب ہوکر میرا خیال ہے کہ وہ ابھی تک اندر ہیں۔
اس لئے گھر کو اچھی طرح سے دیکھو پھر تم کو پتہ لگ جائیگا کہ وے اندر ہیں کہ نہیں
سپاہی نے جھٹ ادھر ادھر تیز نگاہوں سے دیکھا مگر ان آدمیوں کا کچھ پتہ نہ لگا
کیونکہ وے اہر فرار ہوگئے ہوئے تھے۔ الغرض ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک واسکٹ
پھٹی ہوئی مکان کے گوشہ میں سے ملی ہے۔

سارجنٹ (خادمہ کی طرف مخاطب ہوکر) یہ واسکٹ کسی امیر کی معلوم ہوتی ہے۔
سچ بتا کہ کیا یہ واسکٹ اسی پلیڈر کی ہے جس کو اس جگہ ان چاروں نے مارا تھا۔
چونکہ تو اس گھر کی نوکرانی تھی۔ اس لئے تم کو اس کی بابت ضرور معلوم ہوگا۔

خادمہ۔ ہاں یہ پلیڈر صاحب کی واسکٹ ہے۔

سارجنٹ۔ (آہستہ سے) چونکہ یہ عورت سچ سچ بولتی ہے۔ اور گواہی کے وقت ہمارے
بہت کام آئیگی۔ اس لئے قید مت کرو۔ بلکہ اسے رہا کردو۔

خادمہ۔ مجھے بھی قید کردو۔ تاکہ جدائی کے صدموں سے بچوں۔

سارجنٹ۔ مفت میں اپنے آپ کو قید میں پھنسانا اچھا نہیں۔

خادمہ۔ کیا میرا خاوند اس وقت قید خانہ میں ہے۔

سارجنٹ۔ ہاں وہ قید خانہ میں ہی رہیگا۔ اگر پلیڈر بچ گیا۔ تو دس سال کی قید بھگتیگا اور اگر مر گیا۔ تو وہ ضرور پھانسی پائیگا۔

خادمہ۔ جناب اگر میں خودکشی کر لونگی۔ تو پھر اس حالت میں مجھے یہ روز کے دکھ دیکھنے نصیب میں سہنے نہ پڑیں گے۔

سارجنٹ۔ اگر تو خودکشی کے جرم کو ترجیح دیگی۔ تو تمہارے لئے اچھا نہ ہوگا۔

خادمہ۔ اگر میں مر گئی تو اس کا نتیجہ برا ہو یا اچھا مجھے اس سے واسطہ کیا ہے۔

سارجنٹ۔ اگر کسی صورت سے تیرا خاوند بچ جائے۔ تو پھر اسے تیرے جیسی عورت کہاں سے ملیگی۔

خادمہ۔ ہاں اس صورت میں میری روح پچھتائیگی۔

سارجنٹ۔ جب تک اس مقدمہ کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ تب تک اپنے مارنے کا نام مت لو۔

خادمہ۔ جناب بہت اچھا۔ مگر اگر میں خاوند سے ملنا چاہوں۔ تو کیا میں مل سکتی ہوں۔

سارجنٹ۔ ہاں تھانہ میں آکر تم اس سے مل سکتی ہو۔

ازاں بعد سارجنٹ یہ کہتے کہتے چلا گیا۔ اگر تو عدالت کے سامنے بھی سچ بولے گی۔ تو ہم تمہیں قید سے آزاد کرا دینگے۔ ورنہ شک نہیں تمہیں بھی بڑا گھر دکھلا کے تیرا خاصی طرح برا حال کرینگے۔ اور سپاہی اس کے ساتھ ہو لیا۔ اور یوں بولا یہ کیا سبب ہے کہ آپ نے اس عورت سے نہایت نرمی اختیار کی ہے۔

سارجنٹ۔ چونکہ اس کے بیانات وقت پر پورا ثبوت لڑائی کے حال کا دیں گے اس لئے میں نے اسے سمجھایا ہے۔ کہ وہ کہیں خودکشی کر کے نہ مر جائے۔ اگر وہ مر گئی تو مقدمہ کا ثبوت بہم پہنچانا ہمارے لئے مشکل ہو جائیگا۔ اب ہم کو پھر پلیڈر کے

گھر جانا چاہیئے۔ اور یہ دریافت کرنا چاہیئے۔ کہ کیا حقیقت میں یہ واسکٹ اُسی پلیڈر کی ہے۔ یا ڈر کے مارے اس عورت نے ہمارے سامنے جھوٹ بولا ہے الغرض یہ دونوں پلیڈر صاحب کے گھر چلے گئے۔ اور جاتے ہی انہوں نے آواز دی پلیڈر صاحب پلیڈر صاحب نوکر نیچے آیا۔ اور بولا فرمایئے صاحب کیا حکم ہے۔

سارجنٹ۔ واسکٹ کو نوکر کے ہاتھ میں دیکر اپنے آقا سے دریافت کرو کہ کیا ان کی یہ واسکٹ ہے؟

نوکر۔ حضور یہ ہمارے مالک کی ہی واسکٹ ہے۔

سارجنٹ۔ ہم تمہارے بیانات اس معاملے میں نہیں چاہتے۔ بلکہ تم جلد اوپر جاکر یہ ٹھیک ٹھیک پتہ لگاؤ۔ کہ کیا حقیقت میں یہ ان کی واسکٹ ہے۔

نوکر واسکٹ لیکر اوپر چلا گیا اور اس نے اپنے آقا سے کہا کہ حضور نیچے ایک پولیس والا آیا ہوا ہے۔ وہ یہ پوچھ رہا ہے۔ کہ کیا یہ واسکٹ آپ کی ہے۔

پلیڈر کی بیوی۔ یہ تو آپ کی وہی واسکٹ ہے جو آپ اس دن پہن کر گئے تھے

پلیڈر۔ اچھی طرح سے شناخت کرکے ہاں ان کو کہدو کہ یہ میری وہی واسکٹ ہے۔ کہ جو میں نے اس دن پہنی ہوئی تھی۔ نوکر نیچے گیا۔ اور جو کچھ پلیڈر صاحب نے اس کو کہا تھا۔ وہی الفاظ اس نے سارجنٹ وسپاہی کے سامنے دُہرا دیئے۔ اور سارجنٹ بولا۔ چونکہ میں نے خود پلیڈر صاحب کو اپنے سامنے اس واسکٹ کی بابت پوچھا ہے۔ اس لئے اگر وہ دو منٹوں کیلئے پردہ کرلیں۔ تو میں خود ان سے پوچھ لوں۔ نوکر نے اوپر جاکر پردہ کی بابت کہا۔ تو پلیڈر اپنی بیوی کی طرف مخاطب ہوکر بولا۔ تم دوسرے کمرے میں چلی جاؤ۔ بیوی نے اپنے خاوند کے فرمان کی تعمیل کی۔ اور نوکر سارجنٹ کو نیچے سے بُلا لایا۔ سارجنٹ اس جگہ پہنچکر بولا۔ جناب آپنے کیا یہ واسکٹ دیکھی ہے۔

پلیڈر۔ ہاں میں نے اسے دیکھا ہے۔ یہ میری واسکٹ وہی ہے۔ جو میں نے اُس

دن زیب تن کی ہوئی تھی۔ جس دن دھوکے سے ان بدمعاشوں نے مجھے اپنے گھر بُلاکر مارا تھا۔

سارجنٹ۔ اب آپ کی طبیعت کا کیا حال ہے۔

پلیڈر۔ اب قدرے آرام ہے۔ کلی شفا پندرہ دن تک ہو گی۔

سارجنٹ۔ کیا ڈاکٹر صاحب نے آپ کو کہا تھا کہ کتنے دن تک آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ آپ عدالت میں جاکر بیان دے دیں۔

پلیڈر۔ میں ڈاکٹر صاحب سے بار بار یہ پوچھ رہا ہوں۔ کہ کب تک میں کچہری جاسکونگا کیونکہ میرے موکلوں کے مقدمے خراب ہوتے جاتے ہیں۔ اور اُن سے یہ کہا تھا کہ زخموں کو آرام پندرہ دن تک آئیگا مگر کچہری تین ہفتہ کے بعد جاؤنگا۔

سارجنٹ۔ آپ کو کیا خادمہ کے خاوند نے مارا تھا یا ان چاروں بدمعاشوں نے جن کی بابت آپ نے بیانات میں ذکر کیا ہے۔

پلیڈر۔ سارا ان چاروں نے مگر مانا دین اس معاملہ میں شامل تھا کیونکہ اگر وہ باہر سے دروازہ بند نہ کرتا۔ تو میں جھٹ اس وقت باہر آجاتا۔ اور میں بچ نکلتا۔

سارجنٹ۔ بیانات قلمبند کرلئے۔ اور پلیڈر صاحب کے اس کے نیچے دستخط کرا لئے۔ ازاں بعد نیچے سے آواز آئی۔ وکیل صاحب وکیل صاحب نوکر نیچے گیا۔ اور بولا آپ کون ہیں۔ اور پلیڈر صاحب سے اس وقت کیوں ملنا چاہتے ہیں۔

نووارد۔ ان کو کہو کہ وہ آدمی آپکو ملنا چاہتا ہے۔ جو آپ کو اس دن ملا تھا جس دن کہ دشمنوں کی طبیعت کا برا حال ہو گیا تھا۔ نوکر پھر اوپر گیا۔ اور بولا حضور وہ نیک آدمی کہ جس کی دردمندی نے آپکو یہاں تک پہنچایا تھا۔ وہ آپ کو ملنا چاہتا ہے

پلیڈر۔ اس کو اوپر بُلالو۔ نوکر اسے پلیڈر صاحب کے پاس لے گیا۔ اور سارجنٹ بولا میں آج اچھے وقت پر آ گیا ہوں۔ کیونکہ ان کے بیانات آپ کے سامنے ہونے نہایت ضروری تھے۔

نووارد۔ آپ کے مزاج کا کیا حال ہے۔

پلیڈر ۔ آپ کی مہربانی سے میری جان بچ گئی ہے ۔ ورنہ جنگل میں کون کسی کا واقف ہوتا ہے ۔

سارجنٹ ۔ نو وارد سے ہمکلام ہو کر یہ بتاؤ کہ اس وقت جنگل میں تم کیا کرنے گئے تھے ؟

نو وارد ۔ میں پنڈت جنار دھن کے باغ کی طرف جا رہا تھا ۔ کیونکہ میں اس جگہ نوکر ہوں ۔

سارجنٹ ۔ آپ اس جگہ کیا کام کرتے ہیں ؟

نو وارد ۔ میں اس باغ کا جمعدار ہوں ۔ میرا یہ کام ہے ۔ کہ تمام دن یہ دیکھو ۔ کہ کون کون صاحب اس باغ کو ملاحظہ کرنے آئے تھے اور یہ میرا فرض ہے ۔ کہ پبلک کو باغ کی آرائش و زیبائش دکھائی جائے ۔

سارجنٹ ۔ تمہارا کیا نام ہے ؟

نو وارد ۔ مجھے لوگ موہن سنگھ کہتے ہیں ۔

سارجنٹ ۔ مگر تم ملازمت چھوڑ کر کیوں پلیڈر صاحب کے گھر کی طرف اس واردات کی اطلاع دینے گئے تھے ۔

موہن سنگھ ۔ پلیڈر صاحب کی خاص درخواست پر میں ان کے گھر ان کی ردی حالت دیکھ کر گیا تھا ۔ اس دن پنڈت صاحب کے خاص دوست باغ کی سیر کو تشریف لائے تھے ۔ مگر چونکہ میں وقت معینہ پر حاضر نہ تھا اس لئے اس دن جھڑکیاں بھی پنڈت صاحب سے پڑی تھیں ۔

سارجنٹ ۔ اچھا جب تم لالہ ٹھاکر داس کے پاس پہنچے تھے ۔ ان کی اسوقت کیا حالت تھی ؟

موہن سنگھ ۔ ان کی حالت ناگفتہ بہ تھی ۔ ان کی مشکیں باندھی ہوئی تھیں ان کے منہ میں میلے کپڑے دیئے ہوئے تھے ۔ ان کے بدن سے خون بہہ رہا تھا ۔ میں تو یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ ان کی جان بچنی مشکل ہے ۔ مگر ایشور کی کرپا سے موت کے

پیچھے سے نیچ نکلے ہیں۔
سارجنٹ۔ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ کس آدمی نے ان کو مارا تھا۔
موہن سنگھ۔ مجھے اس بات کا کچھ علم نہیں کہ ان کو کس نے مارا۔ اور کون ان کو جنگل میں چھوڑ گیا۔ سارجنٹ نے ان بیانات کو بھی ایک کاغذ پر لکھ لیئے۔ اور موہن سنگھ کا اس پر دستخط کرا لیا۔ ازاں بعد سارجنٹ و موہن سنگھ دونوں نیچے چلے گئے اور کوچہ میں سپاہی بھی ساتھ ہو لیا۔ اور پھر دے تینوں بازار کو چلے گئے۔

چھٹا باب

آخر کار فوجداری مقدمہ کچہری میں پیش ہو گیا

سارجنٹ و سپاہی پھر تھانہ میں پہنچے اور انہوں نے کئی پولیس والے شہر میں مختلف اطراف کو ان چاروں بدمعاشوں کو پکڑنے کے لئے بھیجے۔ مگر چونکہ ان کے پاس ان چاروں کا حلیہ نہ تھا۔ اس لیئے وے اُن کو ڈھونڈ نہ سکے آخر کار ماتا دین کا چالان کر دیا۔ اور مقدمہ کی نوبت عدالت تک آ گئی۔ عدالت میں ایک ہفتہ کی تاریخ پڑ گئی۔ اور ماتا دین کو پھر حوالات میں دیا گیا۔ اور سارجنٹ تھانہ میں کسی اور جھگڑے کی تفتیش میں لگ گیا۔ سات دن گذرنے کے بعد ایک سپاہی نے ماتا دین کو حوالات سے نکال کر اس کے دونوں ہاتھوں میں لوہے کی ہتھکڑی لگا دی۔ اور پھر اُسے اپنے ہمراہ عدالت میں لیگیا۔ سارجنٹ بھی وہاں جا پہنچا۔ اور ٹھیک ۱۱ بجے مقدمہ پیش ہوا۔
عدالت۔ مقدمہ کے کاغذات کو پڑھکر اور سارجنٹ کی طرف مخاطب ہو کر یہ سامنے کون ابھی کھڑا ہے۔ اس کا کیا نام ہے۔ باقی چاروں مجرم کہاں ہیں۔
سارجنٹ۔ چونکہ ان چاروں کا بھی ابھی کچھ پتہ نہیں لگتا۔ کہ وہ کہاں بھاگ گئے ہیں۔ اس لئے وہ ابھی حاضر نہیں کئے جا سکتے۔ البتہ گھر کا اصلی مجرم حاضر ہے۔
عدالت۔ تمہارا کیا نام ہے۔

مانادین۔ حضور میرا نام مانادین ہے۔

سررشتہ دار۔ تمہارے باپ کا کیا نام ہے۔

مانادین۔ میرے باپ کو لوگ ہر ببب کہتے تھے۔

سررشتہ دار۔ اپنے دیوتا کی قسم کھا کر کہو۔ کہ جو کچھ کہو گے سچ کہو گے۔

مانادین۔ گنگا کی قسم کھا کر جو کچھ کہونگا سچ کہونگا۔

عدالت۔ تمہارا کوئی پلیڈر ہے۔

مانادین۔ حضور نہ میرے پاس روپیہ ہے اور نہ میں نے کوئی وکیل کیا ہے

عدالت۔ ٹھاکر داس وکیل کون ہے۔

ایک اور وکیل۔ عدالت کے کمرے میں داخل ہو کر انگریزی زبان میں جناب میں اس کی طرف سے بیرسٹر ہوں چونکہ وہ ابھی چارپائی سے اٹھ نہیں سکتے اس لئے وہ اس جگہ غیر حاضر ہونیکے لئے مجبور ہے۔

سرکاری وکیل۔ خداوند ابھی نہ تو ٹھاکر داس بیان دیسکتا ہے۔ اور نہ پولیس اس قابل ہوئی ہے کہ باقی چاروں مجرموں کو پکڑ سکے۔ اس لئے مقدمہ کی کوئی اور تاریخ مقرر ہونی چاہیئے۔

عدالت۔ منشی کی طرف مخاطب ہو کر ایک ہفتہ کی تاریخ دیدو۔ منشی نے تاریخ دیدی اور پھر سب اس کمرہ سے باہر نکل گئے۔ مانادین کو پولیس والے ہتھکڑی ڈال کر پھر قیدخانہ کی طرف لیگئے۔ ایک ہفتہ تک بھی وے چاروں بدمعاش پولیس کے قابو میں نہ آئے۔ اور پھر انہوں نے ایک ہفتہ کی اور مہلت لے لی۔ اسی اثناء میں لالہ ٹھاکر داس صاحب کو اس قدر شفا ہو گئی۔ کہ وہ عدالت کے سامنے بیان دیسکے۔ پس مقررہ تاریخ کے روز لالہ ٹھاکر داس اپنے بڑے بھائی اور منشی کے گاڑی میں بیٹھ کر عدالت تک جا پہنچے لالہ بالمکند جی ہاتھ پکڑ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ تو ایک پلیڈر اس سے جا کر پوچھنے لگا۔ ابھی آپ کا چہرہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ کو کمزوری بہت ہے۔ اس لئے چند دن اور آپ گھر میں آرام کریں۔ میں آپ کا کام کر دونگا۔

ٹھاکرداس ۔ دھیمی آواز میں میں ابھی مقدمہ کرنے کے لئے نہیں آیا ۔ بلکہ آج اُس مقدمہ کی حاضری تاریخ ہے ۔ کہ جس نے مجھے یہاں تک پہنچایا ۔ کہ میں ٹی پسلیوں میں ابھی تک درد ہو رہا ہے ۔

دوسرا وکیل ۔ شکر ہے ایشور کا کہ جس کی کرپا سے آپ پھر کچہری میں صحیح سلامتی سے آ گئے ہیں ۔ یہاں تو یہ خبر مشہور ہو گئی ہے ۔ کہ آپ اگلے جہان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ٹھاکرداس ۔ بات کو کاٹ کر ہاں لوگوں کا خیال درست تھا ۔ اگر چار پانچ گھنٹے اور بے سدھ رہتا تو زندگی کے لالے پڑ گئے تھے ۔

دوسرا وکیل ۔ کیا وہ بدسرشت پکڑا گیا ہے ۔ کہ جس نے آپ کو مارا تھا ۔

ٹھاکرداس ۔ سُنا ہے ۔ کہ ایک ان میں سے پکڑا گیا ہے ۔ اور باقی چار کہیں بھاگ گئے ہیں ۔

دوسرا وکیل ۔ پولیس چند دنوں تک باقی چاروں کو بھی پکڑ لیگی ۔

ٹھاکرداس ۔ میرے منشی کو بلا بھیجا ۔

منشی ۔ بار روم میں داخل ہو کر جناب آپ کا مقدمہ پیش ہو گیا ہے ۔

ٹھاکرداس ۔ کرسی سے اٹھ کر اور آہستہ آہستہ چل کر عدالت میں پہنچ گیا ۔

اور اس نے حاکم کو سلام کیا ۔ حاکم چونکہ اور کوئی کاغذات کا ملاحظہ کر رہا تھا ۔ اس لئے اس نے ٹھاکرداس کی سلام کا کچھ جواب نہ دیا ۔ اور ٹھاکرداس کرسی پر بیٹھ گیا ۔

اسی اثناء میں پولیس بھی مانا دین کو اندر لے آئی ۔ سرکاری وکیل بھی آ گیا ۔ اور ٹھاکرداس کا وکیل بھی وہاں آ پہنچا اور حاکم بولا ۔ کیا باقی چاروں پکڑے گئے ہیں ؟

سارجنٹ ۔ خداوند ابھی ان کا کچھ پتہ نہیں لگتا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ وہ ڈر کے مارے کہیں بھاگ نکلے ہیں ۔

سرکاری وکیل ۔ آج اس مجرم پر مقدمہ چلایا جائے ۔ جو آپ کے سامنے حاضر ہے ۔

حاکم ۔ جب تک پولیس کافی ثبوت مقدمے کا نہ دے تب تک میں اسے مجرم نہ کہوں گا ۔

سرکاری وکیل ۔ جناب پولیس کے پاس کافی شہادت ہے ۔ کہ اصلی مجرم یہی ہے ۔

حاکم ۔ اچھا گواہوں کو بلاؤ ۔

سرکاری وکیل ۔ پہلا گواہ ہمارا لالہ ٹھاکر داس وکیل ہے ۔ جو کہ آپکے پاس کھڑا ہے پھر ٹھاکر داس کی طرف مخاطب ہو کر بولا ۔ آپ پر جو کچھ مصیبت بیتی ہے اس کا پورا خاکہ حاکم کے سامنے بیان کرو ۔

ٹھاکر داس ۔ جناب کچھ دن گذرے ہیں ۔ کہ رات کے وقت میرے پاس کوئی آدمی آیا ۔ اور اس نے مقدمہ کے موقع کے بہانے سے مجھے کوتوالی کے نزدیک بلا بھیجا ۔ اور جب میں وہاں گیا ۔ تو اس مانا دین نے جو کہ آپکے سامنے کھڑا ہے ۔ اس نے مجھے اپنے گھر کے دروازے کے اندر داخل کر دیا ۔ اور اسی نے باہر سے دروازہ بند کر دیا ۔ اور اندر چار آدمیوں نے مجھے اس طرح سے زدوکوب کیا ۔ کہ میں حواس باختہ ہو گیا ۔

سرکاری وکیل ۔ جب تمہیں ہوش آیا تھا ۔ تو تم نے اپنے آپ کو کہاں پڑا دیکھا ۔

ٹھاکر داس ۔ پنڈت جنار دھن کے باغ کے نزدیک ۔

سرکاری وکیل ۔ کیا تم یہ کہہ سکتے ہو ۔ کہ کون آدمی تم کو وہاں چھوڑ آئے ۔ اور کیا یہ بھی بتلا سکتے ہو ۔ کہ کس وقت تم کو وہاں پھینک آئے ۔

ٹھاکر داس ۔ چونکہ بیہوشی کے عالم میں مجھے کوئی جنگل میں چھوڑ آیا ۔ اس لئے میں ان سوالات کا کچھ جواب نہیں دے سکتا ۔

ٹھاکر داس کا وکیل (یعنی دوسرا وکیل) کیا مانا دین نے بھی تم کو مارا تھا ۔

ٹھاکر داس ۔ اس نے مارا نہیں تھا ۔ بلکہ یہ کہا تھا ۔ کہ آج تیری ساری وکالت ابھی ٹھیک ہو جائیگی ۔

دوسرا وکیل۔ اس بیانات کے یہ معنے ہیں۔ کہ یہ آدمی بھی ان چاروں چوروں کے ساتھ شامل تھا۔

ازاں بعد پولیس نے دو ایسے گواہ پیش کئے۔ کہ جنہوں نے یہ بیانات دیئے کہ ہاں ہمارے سامنے ماتا دین نے کہا تھا کہ اب تمہاری خوب گت بن جائیگی اندر سے ضرور بضرور تمہاری لاش نکلے گی۔

حاکم وقت۔ ماتا دین اب تم پر فرد جرم لگ گیا ہے۔ صفائی کے گواہ پیش کرو۔

ماتا دین۔ میں جرم کا اقبال کرتا ہوں میرے خیال میں خاص صفائی کے گواہوں کے پیش کرنے کے لئے تاریخ مقرر نہ کریں۔

سرکاری وکیل۔ مجرم خود اقبالی ہے۔ اس لئے آج حضور حکم سنادیں

حاکم وقت۔ کیا تم ان چاروں چوروں کے ساتھ شامل تھے۔

ماتا دین۔ نہیں جناب میں اُن کے ساتھ نہ تھا۔ بلکہ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ میں نے خود ٹھاکر داس کو مارا ہے میں نے ہی دھوکا دیکر اُسے اپنے گھر بلایا تھا

دوسرا وکیل۔ حضور اس بات کا بھی خیال رکھیں۔ کہ ماتا دین لالہ ٹھاکر داس کو دھوکا دیکر اپنے گھر اس نیت سے لیگیا۔ کہ وہ اُسے جان سے ہلاک کرے۔

ماتا دین۔ مقدرت کاملہ سے اس کی زندگی بچگئی ہے۔ ورنہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ کہ میں تو یہ سمجھ بیٹھا تھا۔ کہ یہ مرگیا ہوگا۔

سرکاری وکیل۔ وہ کون چار آدمی تھے۔ جن کے ساتھ شامل ہو کر تم نے ٹھاکر داس کو مارا اور جنگل میں چھوڑ آئے

ماتا دین۔ کوئی اور آدمی میرے گھر میں نہ تھا۔ بلکہ میں خود ہی لباس بدلکر دوسرے دروازے کی طرف سے آیا۔ اور میں نے اسے مارا۔

سرکاری وکیل۔ جنگل میں اس کو کون چھوڑ آیا۔

ماتا دین۔ میں نے خود اس کے منہ میں کپڑا دیدیا تھا۔ اور اسے اپنے کندھے

بر چڑھا کر رات کے بارہ بجے اس کو میں خود جنگل میں پھینک آیا۔

سرکاری وکیل۔ تم نے ٹھاکر داس کو کیوں مارا؟

ماتا دین۔ اپنی عورت کا بدلہ لینے کے لئے۔

حاکم وقت۔ بدلا کیسا؟

ماتا دین۔ میں اب جانتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کیا ہے قانون کے برخلاف کیا ہے مگر بدلا لیتے وقت مجھے اپنا آپ بھول گیا تھا۔

سرکاری وکیل۔ بدلا کیسا کیا اس نے تجھے موقع پر تم سے مختتانہ لیا تھا اور وقت پر نہ پہنچا تھا۔

ماتا دین۔ نہیں جناب مختتانہ کا بدلہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ بات حاکم وقت کے سامنے کہتے کہتے مجھے پھر طیش آجائیگا۔ پس اس لئے میرے منہ سے اس وقت بدلہ لینے کا سبب ابھی دریافت نہ کریں۔

سرکاری وکیل۔ بتاؤ اصل بات کیا ہے؟

دوسرا وکیل۔ پورے حالات نہ بتانے کی خاطر اب ادھر ادھر کی باتیں بنانے سے عدالت میں سے اب بچ نہیں سکتے۔

حاکم وقت۔ وکیل تم خاموش کیوں ہو رہے ہو۔ کیوں کچھ بولتا نہیں۔

ماتا دین۔ حضور لالہ ٹھاکر داس وکیل نے میری بیوی کی اپنے گھر کی سیڑھیوں میں بے حرمتی کی تھی۔ اس بے عزتی کا بدلا لینے کی خاطر میں نے اس چال بازی سے بدلا لیا۔

حاکم وقت۔ سیڑھیوں میں سیڑھی کس کو کہتے ہیں۔

سرکاری وکیل۔ صبر کیں۔ اب سیرز پھر ماتا دین کی طرف مخاطب ہو کر تم نے اپنی عورت کو لالہ ٹھاکر داس کے گھر میں کیوں بھیجا تھا۔

ماتا دین۔ میری زوجہ اس کے گھر میں نوکرانی تھی۔ پس لالہ ٹھاکر داس نے اسوقت جبکہ میری بی بی کسی کام کے لئے گھر کے نیچے کے حصہ میں جا رہی تھی اسی وقت

سیڑھیوں میں اس نے آدبوچا۔ حضور میری عورت اس کے گھر میں مزدوری کی خاطر گئی تھی۔ نہ کہ بے عزتی کی خاطر

سرکاری وکیل۔ کیا اس معاملے کا تمہارا کوئی گواہ ہے۔

ماتا دین۔ سوائے لالہ ٹھاکر داس کی بیوی اور والدہ کے اور کسی کو کچھ حال معلوم نہیں۔

سرکاری وکیل۔ تو کیا وے دونوں عورتوں نے اپنی آنکھوں سے یہ معاملہ دیکھا۔

ماتا دین۔ جناب جب میری عورت نے اونچی اونچی چیخیں ماری تھیں۔ تب اس موقع پر وے دونوں آپہنچی تھیں۔

حاکم وقت۔ کیا انہوں نے سب حال دیکھا۔

ماتا دین۔ ہاں جناب انہوں نے سب کچھ دیکھا۔

سرکاری وکیل۔ تو وے دونوں عورتیں کیا تمہاری گواہ ہیں۔

ماتا دین۔ ہاں جناب ان دونوں کے علاوہ اور میرا کوئی گواہ نہیں۔

دوسرا وکیل۔ حاکم وقت کی اپنی طرف توجہ دلاکر۔ جناب یہ سب کچھ تو معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ پردہ دار عورتیں عدالت میں نہیں آسکتیں۔ اس لیے اس نے ان دونوں کا نام لکھوا دیا ہے۔

حاکم وقت۔ ان کو عدالت میں بلانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارا سررشتہ دار بطور کمیشن کے پلیڈر صاحب کے گھر میں جاکر بیانات لے آئیگا۔

دوسرا وکیل۔ ماتا دین وے چاروں آدمی اس وقت کہاں ہیں۔ کہ جنہوں نے لالہ ٹھاکر داس کو مارا تھا

ماتا دین مجھے اس بات کا کچھ علم نہیں۔ کہ چار آدمی کون تھے۔

دوسرا وکیل۔ یہ تو سچ ہے کہ تمہیں۔ اس بات کا پتہ نہیں۔ کہ وے چاروں کہاں بھاگ گئے ہیں۔ مگر ان کے کیا کیا نام تھے۔

مانادین ۔ جناب میں نے نہ کبھی کہا کہ چار آدمی وہاں بیٹھے ۔ اور نہ میں ان کے نام جانتا ہوں

سرکاری وکیل ۔ تو کیا تم نے خود وکیل صاحب کو مارا تھا ۔

مانادین ۔ ہاں جناب جب میں نے اپنی بیوی کی زبانی اس کی بے حرمتی کے حالات سُنے تھے ۔ اُسی وقت سے میرا بدن سن سنا اٹھا تھا ۔ اور تب تک میرا طیش بند نہیں ہوا تھا جب تک میں نے اپنی بیوی کے عزت بگاڑنے کا بدلہ نہ لیا ۔

سرکاری وکیل ۔ تب کمیشن کے روپے عدالت میں داخل کرو ۔ تاکہ تمہارے گواہوں کی دوسری تاریخ کو گواہی لے جائے ۔

حاکم وقت ۲۷ نومبر کی تاریخ دیدو ۔ ازاں بعد وے سب کمرہ عدالت سے باہر نکل آئے ۔ اور پولیس والے مانادین کو حوالات میں لیگئے ۔

ساتواں باب

(۱) خادمہ کو پلیڈر نے اپنے قابو میں کرنا مگر پھر بھی خادمہ کا نہائیت چالاکی سے بچ نکلنا

(۲) پلیڈر صاحب کی ایک بازاری عورت سے ملاقات

ماہ نومبر کا پندرھواں دن ہے ۔ موسم سرما کا آغاز ہے ۔ آج لالہ ٹھاکر داس نے بیماری کے بستر سے اٹھکر کلی شفا حاصل کی ہے ۔ بلکہ آج ڈاکٹر صاحب نے نہانے کی بھی اجازت دیدی ہے ۔ غرضیکہ وکیل صاحب کے گھر میں ہر ایک طرح باغ نظر آتا ہے ۔ بچہ اپنے والد ماجد کو ۔ بیوی اپنے خاوند کو ۔ والدہ اپنے نور چشم کو ۔ اور بھائی اپنے بھائی کو دیکھکر فرط انبساط میں پھولا نہیں سماتا ۔ اس انوکھے دن کی شام کو لالہ ٹھاکر داس اپنے گھر سے سیر کے لیئے نکلے ہیں

بازار میں جاکر اس نے ایک کرایہ پر گاڑی لی ہے۔ اور سیدھا جو برجی کے پاس جا ٹھہرا ہے۔ چند منٹ اس جگہ تازہ ہوا سے اپنے آپ کو سیر کرکے پبلک لائیبریری کے نزدیک گاڑی میں آگیا ہے۔ اس جگہ پہنچکر اس نے گاڑی چھوڑ دی ہے

اور آپ آہستہ آہستہ سیر گشت کرتے کرتے پرانی انار کلی میں پہنچ گیا ہے۔ وہاں پہنچتے ہی ایک جگہ ٹھہر گیا ہے۔ اس کے چہرے سے یہ ظاہر ہے۔ کہ کسی سوچ میں متفکر کھڑا ہے۔ کھڑے کھڑے دل میں کہہ رہا ہے۔ اگر میں اسوقت خادمہ کے گھر میں جاؤں۔ تو کس طرح اس کے گھر کے اندر داخل ہونگا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی فوراً اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیگی۔ اور پھر مجھے بیرنگ واپس آنا پڑیگا۔ اور مفت میں جگ ہنسائی ہوگی ایسی چال چلوں۔ کہ وہ نازنین نور کا بقعہ میری ہی ہو جائے چار پانچسو روپیہ اس پر خرچ کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ الغرض سوچ و غور کے سمندر میں ڈوبا ہوا کبھی خادمہ کے گھر کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ اور کبھی پھر رک جاتا ہے آخر اس نے یہ فیصلہ کرلیا ہے۔ کہ خواہ کچھ ہی ہو جائے۔ آج خادمہ کے گھر میں ضرور جاؤنگا۔ اسی اثناء میں ایک برقعہ پوش عورت اس کے پاس آکر کھڑی ہوگئی ہے اور فوراً ہی یوں بولی ہے۔ جناب آپ کس کی انتظار میں کھڑے ہیں۔

پلیڈر۔ میں کسی کام کے لئے یہاں ٹھہرا ہوں۔

برقعہ پوش۔ کیا میں اس کام کی اصلیت آپ سے دریافت کرسکتی ہوں۔

معزز ناظرین۔ جب عورت نے منہ پر سے نقاب اٹھالیا ہے۔ تو اس کے چہرے سے یہ عیاں ہے۔ کہ یہ ایک بوڑھی عورت ہے۔ عمر اس کی قریباً ۷۰ برس کی ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک لاٹھی ہے۔ اس کے چہرے پر جھریاں پڑی ہوئی ہیں۔ اس کے سر کے بال سفید ہیں۔ غرضیکہ بوڑھی عورت پھر بولی بچہ کس سوچ میں پڑے ہو۔ گو تو امیر ہے۔ میں غریب ہوں۔ تاہم میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ تیری آنکھیں کسی حسین نازنین کو دیکھنے کے لئے ترس رہی ہیں۔

پلیڈر۔ کسی پر خواہ مخواہ عیب لگانا اچھا نہیں۔

بوڑھیا۔ عقلمند ہو کر نادان کیوں بنے جاتے ہو جوانی میں اکثر اوقات دل حسینوں پر آ ہی جاتا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ بغیر محرم راز کے یہ کام کبھی پورا نہیں ہوتا

پلیڈر۔ میں یہ نہیں جانتا کہ تو کون ہے۔ مگر اگر میں نے اپنے دل کا بھید تم پر ظاہر کیا۔ تو کہیں ایسا نہ ہو تو جگ ہنسائی کرائے

بوڑھیا۔ مجھے کیا تو نے بے سمجھ بنا دیا۔ کیا میرے بال دھوپ سے سفید ہوئے ہیں۔ کیا میں اتنا بھی نہیں جانتی۔ کہ ایسے کاموں کا راز جسقدر ہو سکے چھپا رکھنا چاہیئے۔

پلیڈر۔ رہ رہ کے میرے دل میں خیال آتا ہے تو کہیں مجھ دھوکا نہ دے

بوڑھیا۔ رات کے اس وقت ½۸ بج چکے ہیں۔ وہ بات جلد بتا جو تو کہنا چاہتا ہے۔ ورنہ اگر کوئی رشتہ دار اس جگہ آپہنچے گا۔ تو تمہاری دل کی بات تمہارے دل ہی میں رہجائیگی

پلیڈر۔ اچھا سُن۔ یہاں سے چلتے چلتے دائیں ہاتھ کی طرف مانا دین کا مکان ہے۔ کیا تو اس کی بیوی کو جانتی ہے

بوڑھیا۔ ہاں اسے اچھی طرح سے آپ کا پیغام دیسکتی ہوں

پلیڈر۔ خالی پیغام ہی نہیں۔ بلکہ جس طرح سے ہو سکے اُسے میرے قابو میں کرا دو۔ کسی نے میری طرف سے اس کے کان بھر دیئے ہیں۔ اس لئے جب کبھی میں اس سے اپنے عشق کی بابت ذکر چھیڑتا ہوں۔ تو وہ کانوں پر ہاتھ دھرتی ہے۔

بوڑھیا۔ اس کو عشق کے جال میں پھنسانا مشکل کام ہے۔ وہ نہایت شریف عورت ہے میں نے سنا ہے۔ کہ کسی پلیڈر نے اپنے مکان کی سیڑھیوں میں اُس سے چھیڑ خانی کی تھی۔ مگر اس نے اپنی عصمت کے دامن کو بچا کر اپنے خاوند کو سب حال سے واقف کرا دیا۔ اور اس کے خاوند اور چند آدمیوں

نے اس پلیڈر کو گھر میں بلا کر خوب زود کوب کی۔نامعلوم اُس وکیل کا اب کیا حال ہے۔مگر ماتادین کو پولیس والے پکڑ کر لیگئے ہیں۔اور اب وہ قید خانہ میں ہے۔

پلیڈر۔میں وہی وکیل ہوں۔جس کے انہوں نے مار اتھا۔میں وہی پلیڈر ہوں کہ جس کا دل اس خادمہ کے زلف سلاسل میں پھنسا ہوا ہے۔

بوڑھیا۔اچھا میں اب سمجھی کہ آپ کا کام کیا ہے۔اب یہ بتاؤ کہ کیا تم اس نازنین سے اُسی گھر میں ملنا چاہتے ہو۔کہ جہاں تمہیں مار پیٹ ہوئی تھی یا کسی اور جگہ ملاقات کرنے کا ارادہ ہے۔

پلیڈر۔اگر کوئی اور مکان مل جائے تو بہتر ہوگا۔ورنہ یہی سہی۔

بوڑھیا۔اس بھاری کام کو سرانجام کرنیکے لئے مجھے کیا دلواؤ گے۔

پلیڈر۔(جیب میں سے بیس روپے نکال کر) یہ تمہارا انعام ہے۔

بوڑھیا۔یہ روپے بہت تھوڑے ہیں۔

پلیڈر۔روپے بوڑھیا کو دیکر) اچھا ان کو سنبھال لو۔اگر میرا کام بن گیا۔تو اور نقدی بھی دونگا

بوڑھیا۔تم اس جگہ ٹھیرے رہو میں اب ماتادین کے گھر جاتی ہوں۔اور اپنے مکر کا جال پھیلا کر ابھی لاسے تمہارے حوالہ کرتی ہوں۔

پلیڈر۔اگر وہ مہ جبیں میرے سپرد ہو جائے تو گھی کے چراغ جلاؤں۔

ازاں بعد بوڑھیا یہاں سے چلی گئی ہے۔اور فوراً ہی ماتادین کے مکان کے دروازے پہ اس نے دستک دی۔اور اندر سے آواز آئی کون ہے بڑھیا زبان سے کچھ نہ بولی بلکہ دروازہ کو اس نے زور سے کھٹکھٹانا شروع کر دیا۔اور خادمہ نے جھٹ دروازہ کو کھول دیا۔بڑھیا نے اندر داخل ہوتے ہی اُس کو بلائیں لیں۔اور بولی پیاری بیٹی کیا ماتادین ابھی آیا نہیں۔

خادمہ۔آپ کون ہیں۔اور رات کے وقت آپ کا یہاں کیا کام ہے۔

بوڑھیا۔ ہانپ کر چلتے چلتے تھک گئی ہوں۔ اُف بڑھاپا بھی کیا بُری بلا ہے۔ تھکاوٹ سے کلیجہ دھک دھک کرتا ہے۔

خادمہ۔ بیٹھو آرام کرو۔ جب دل کو تسکین ہو۔ تب باتیں کریں گے۔

بڑھیا۔ پھر ہانپ کر۔ میری عزیز لڑکی۔ ماتا دین جس دن سے گیا ہے کیا کبھی ملنے کو نہیں آیا۔

خادمہ۔ جب وہ قید خانہ میں مقید ہے۔ وہ کیونکر یہاں آسکتا ہے۔

بڑھیا۔ میں تمہارے خاوند کے دوست کی والدہ ہوں۔ آج اس وقت تمہارا خاوند میرے گھر میں آیا ہوا ہے۔ اُس نے تمہیں بلایا ہے۔ چلو میرے ساتھ جلد چلو ورنہ اگر دیر ہو جائیگی۔ تو فوراً وہ واپس چلا جائیگا۔

خادمہ۔ مگر وہ قید خانہ سے نکلکر کیونکر آیا۔ اگر بھاگ آیا۔ تو اُسے دُگنی سزا ہوگی۔

بڑھیا۔ تم تو لمبے قصئے لے بیٹھی ہو۔ لو میں جاتی ہوں۔ اور ماتا دین کو کہدیتی ہوں۔ کہ خادمہ نہیں آئی۔

خادمہ۔ میری اماں ٹھیرو جلدی نہ کرو۔ رات کے وقت جوان لڑکی کا گھر سے باہر جانا کیا ٹھیک ہے۔ میں ڈرتی ہوں۔ کہ خاوند کو ملنے کی اور الجھن میں نہ پھنس جاؤں۔

بڑھیا۔ جب میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تب ڈر کس کا ہے۔ البتہ اکیلی اگر تو اس گھر سے جاتی۔ تب پھر خطرہ تھا۔ تم بھی بچی ہو۔ زمانہ آجکل بہت نازک ہوگیا ہے۔ بات بات پر دھوکا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تم کانپ رہی ہو۔

خادمہ۔ بارہا میرے دل میں خیال آرہا ہے۔ کہ کوئی اور اُفتاد مجھ پر نہ پڑجائے

بڑھیا۔ بیٹی تو ابھی انجان ہے۔ الڑپن کے دن ہیں۔ مچھ فکر اب وقت بہت نازک ہے۔ اس لئے تم جلد میرے ساتھ چلو۔ مجھے امید ہے۔ کہ ایک گھنٹہ کے بعد واپس

آجاؤ گی ۔

خادمہ نے آخر کار شک کو رفع کیا۔ اور جھٹ پٹ اپنا لباس تبدیل کر کے بڑھیا کے ساتھ ہوئی اور بڑھیا بھی برقعہ اوڑھ کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی جب وے دونوں چلنے لگیں۔ بڑھیا دل میں سوچتی تھی اسے اب کہاں لے جاؤں۔ کیا اپنے گھر لے چلوں۔ اگر کسی غیر کے گھر لے جاؤں۔ تو اس میں خواہ مخواہ انکی اور میری بدنامی ہوگی۔ آخر کار اس نے دل میں فیصلہ کر لیا۔ کہ اس کو اپنے گھر پہنچا کر پھر پلیڈر صاحب کو لے آؤنگی۔ ابھی چند قدم نہ چلیں تھیں۔ کہ ایک بند گاڑی ان کے پاس سے گذری بڑھیا نے دیکھا کہ گاڑی خالی ہے جھٹ گاڑی والے کو آواز دی۔ اور اس نے فوراً گاڑی کو ٹھیرا دیا۔ اور خادمہ کو اس نے کہا۔ کہ گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ اگر دیر ہو گئی۔ تو تمہارا خاوند نہ چلا جائے۔ یہ سنکر خادمہ گاڑی میں ایک سیٹ پر بیٹھ گئی۔ بوڑھی بھی سامنے والی سیٹ میں بیٹھ گئی۔ اور گاڑی چل پڑی تو سائیس نے پوچھا کہ کس طرف چلنا چاہیئے؟

بوڑھیا ۔ لوہاری دروازہ کے چونک کی طرف

گاڑی والا ۔ کیا چکلہ بازار کے نزدیک کے چونک میں جا کر گاڑی کو ٹھیرا دوں ۔

بڑھیا ۔ دریچہ میں سے جھانک کر چوک جھنڈا میں جا کر ٹھیرا دو ۔

گاڑی والا ۔ بہت اچھا حضور ۔

بڑھیا ۔ لوہاری دروازہ میں داخل ہو کر بائیں طرف ہو جانا ۔

گاڑی والا ۔ ہاں میں سمجھ گیا ۔

معزز ناظرین ۔ بڑھیا کا دریچہ میں سے جھانکنا اور اونچی اونچی آواز سے گاڑی والے کو چونک کا بتانا ہی کام نہ تھا بلکہ پلیڈر صاحب کو بھی یہ جتلانا تھا کہ میں شکار لے چلی ہوں ۔ اور جلد تم بھی چونک جھنڈا میں پہنچ جاؤ ۔ مگر کیا پلیڈر صاحب نے بوڑھی کی آواز کو سنا ہاں چونک جھنڈے کا نام سنتے ہی لالہ بول چند سوداگر کی دوکان کے نزدیک جو گاڑیوں کا اڈا ہے ۔ وہاں دوڑ کر چلا گیا ۔ اور ایک تانگہ جلد کرایہ کر کے وہ بھی چونک جھنڈا کو چل پڑے

الغرض چوک جھنڈے کے نزدیک بند گاڑی ٹھیرائی گئی اور وے دونوں یعنی بوڑھی وخادمہ گاڑی میں سے اتر پڑیں۔ بوڑھی نے کرایہ ادا کیا۔ پھر وے دونوں یہاں سے چل پڑیں۔ مگر چلتے چلتے بوڑھی نے دیدہ دانستہ کچھ دیر کی۔ اسی اثناء میں ٹانگے کے چلنے کی آواز آئی اور پھر وہ دونوں جھٹ پٹ یہاں سے چل پڑیں۔ اور پلیڈر صاحب بھی ٹانگے سے اتر کر ان دونوں عورتوں کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ ازاں بعد جب وے بازار سحقاں کے نزدیک پہنچ گئیں تو بوڑھی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور دروازہ اندر سے کھل گیا۔ اور بوڑھ خادمہ کو مکان کی اوپر کی چھت پر لیگئی۔ اور وہاں سے اسے ایک کمرہ میں بٹھادیا۔ اور پھر جھٹ اسنے ایک لمپ جلادیا۔ اور خادمہ سے بولی۔ سر پر سے کپڑا اوتار کر آرام سے بیٹھو۔

خادمہ۔ بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اب تم اسے لے آؤ۔ تاکہ میں دو تین باتیں کر کے اپنے گھر کو واپس چلی جاؤں۔

بوڑھی۔ اتنی جلدی۔

خادمہ۔ کیا یہ آپ کا مکان ہے۔

بوڑھی۔ پانچ روپے ماہوار پر یہ مکان کرایا لیا ہوا ہے۔

خادمہ۔ آپ کے فرزند دلبند کتنے ہیں۔

بوڑھی۔ صرف ایک لڑکا ہے۔ جو پندرہ روپے ماہوار لے آتا ہے اور انہی روپیوں سے ہم دونوں گذران کرتے ہیں۔

خادمہ۔ اگر اتنی قلیل تنخواہ ہے تو کم کرایہ کا مکان لے لو تاکہ آپ آرام سے روٹی کھا سکیں۔

بوڑھی۔ اب باتوں میں ہی وقت صرف ہوگا۔ یا جس کام کے لئے آئی ہو۔ وہ پورا کیا جائے۔

خادمہ۔ میں اپنے پران پتی کو ملنے آئی ہوں۔ اسے جلد بلا لو۔ تاکہ اسے دیکھکر جی کو ٹھنڈا کروں۔ یہ سنکر بوڑھی اس کمرہ سے باہر نکل گئی۔ اس کا یہاں سے جانا ہی تھا۔ کہ خادمہ دل میں سوچنے لگی۔ اگر یہ ایسی غریب عورت ہے۔ تو چارپائی پر چادری اور سفید چادر کیوں بچھی ہے۔ اور ایک نفیس سرہانہ بھی دھرا ہے۔ کمرہ میں سفیدی کی ہوئی ہے۔ لمپ بھی انوکھی قسم کا

ہاہے۔ میں حیران ہوں۔ کہ میں غیر کے گھر میں رات کے وقت کیونکر آگئی۔ کہیں دھوکا نہ ہو
اب چند دنوں سے مصیبت کے دن کاٹتی ہوں۔ اپنے پی کے بغیر گھر سنسان معلوم
ہوتا ہے۔ اسی کی جدائی میں جب میں اُداس و بدکان ہو رہی تھی۔ تو اس بوڑھی نے جب میرے
خاوند کا نام لیا۔ تو جھٹ بغیر کسی سوچ کے اس کے ساتھ ہولی دیکھئے اب کیا ہوتا ہے۔
جوں جوں دیر ہوتی جاتی ہے۔ میرا دل بے چین ہوتا جاتا ہے۔ چونکہ میرے خاوند نے مجھے
اس وقت ملنا تھا۔ اس لئے دل مجھے خوش ہوتا تھا۔ مگر ہر لحظہ۔ ہر گھڑی میرا دل
اُداس ہوا جاتا ہے۔ اسی اثنا میں اُس نے آدمی کے پاؤں کی سیڑھیوں میں سے آہٹ
معلوم ہوئی۔ اور جھٹ چوکنا ہوگئی۔ دل میں کہنے لگی۔ شکر ہے میرے خاوند کو میرے پاس
آنے کا وقت ملا۔ جب یہ عورت اپنے خیالات میں محو تھی۔ تو بڑھی نے آکر لیمپ کی روشنی
کو ذرا مدھم کر دیا۔ اور پھر یہ کہکر باہر چلی گئی۔ جب وہ اندر داخل ہو۔ تو دروازہ بند کر لینا۔
خادمہ۔ دل میں خوش ہوکر۔ بہت اچھا میری اماں ایسا ہی کروں گی۔ الغرض بوڑھی یہاں سے
چلی گئی۔ اور پلیڈر صاحب جھٹ کمرہ میں داخل ہوا۔ اور دروازہ بند کرکے خادمہ کے پاس
جا بیٹھا۔ اس کو دیکھتے ہی خادمہ کے ہواس خطا ہوگئے۔ اپنے آپے میں نہ رہی۔ مگر فوراً
ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اور یوں گویا ہوئی۔ میرے آقا مجھے خواہ مخواہ برائی کی
طرف راغب کرنیکی کیوں تم ہمیشہ کوشش کرتے ہو۔

پلیڈر۔ برائی کیسی میں تمہاری خاطر ہر وقت غم میں مبتلا رہوں۔ اور تم ہمیشہ مجھے دیدار
دینے کے لئے ترساؤ۔ اس کے کیا معنی۔ میری جان میری پیاری نازنین آج اس وقت
زیادہ بحث کرنا فضول ہے۔ بلکہ اب تمہارا فرض ہے۔ کہ مجھے آج ضرور خوش کردو۔
ورنہ زبردستی میں اپنی خواہش کو پورا کروں گا۔

خادمہ۔ یہ تو بالکل بجا ہے۔ کہ میں آج میں تمہارے قابو میں ہوں مگر انسان کو تحمل
وصبر سے کام لینا چاہیئے۔ بہت جلدی ہمیشہ نقصان پہنچاتی ہے۔

پلیڈر۔ تمہاری خاطر مجھے بدمعاشوں نے مارا۔ ایسا مارا کہ میرا کچومر نکل گیا۔ یہ قلب
تھا۔ کہ موت جلد مجھے دبوچ لیتی۔ مگر چونکہ ابھی چند دن تمہارے دیدار کرنے تھے اس

اس لئے بچگیا۔ ورنہ میری جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ اس پر بھی تم جلدی کی شکایت کر رہی ہو۔

خادمہ۔ جہاں تم نے اتنے دن صبر کیا ہے۔ اگر تم میری خوشی کے لئے دو تین گھنٹے چھوڑ۔ اگر کہو۔ تو دو دن۔ اور چپ رہو۔ مگر تم پر مجھے اعتبار نہیں تم اس وقت ٹال رہی ہو۔

خادمہ۔ اچھا ایک گھنٹہ کے لئے ٹھیر جاؤ۔ اگر ایک گھنٹہ نہیں تو آدھ گھنٹہ ہی سہی

پلیڈر۔ مگر آج مجھے ضرور خوش کر دینا۔

خادمہ۔ آدھ گھنٹہ کی بات ہے۔ دیکھتے دیکھتے یہ وقت گذر جائیگا۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ تم آدھ گھنٹہ باہر ٹھیر جاؤ۔ تاکہ میں دوسرے کپڑے بدل لوں تمہارے سامنے ابھی مجھے شرم آتی ہے

پلیڈر۔ اگر یہی تمہاری صلاح ہے۔ تو مجھے اس میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ میں کچھ دیر باہر ٹھیر جاتا ہوں۔ اور تم بے تنہائی میں کپڑے تبدیل کر لینا۔ جتنی جلدی کپڑے تبدیل کرو۔ میرے لئے اچھا ہے

خادمہ۔ ایک آدھ گھنٹہ کے لئے۔ توقف کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔

پلیڈر۔ بے صبری سے خادمہ کو جلد اپنی دونوں باہوں میں دبا کر یعنی بغل گیر ہو کر میری جان میں تم پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مگر تم ہر لحظہ ترسا رہی ہو اب مادہ جدائی میں کیونکر گوارا کر سکتا ہوں۔

خادمہ۔ ہاتھوں کا جلدی سے چھٹکا دیکر میں لبیب اللسان سے بات تنگ کرنا محض بیوقوفی سمجھتی ہوں۔ جو آدھ گھنٹہ اپنے آپ کو ضبط نہ کر سکے۔

پلیڈر۔ کمرہ سے باہر جا کر۔ اچھا اچھا میں اس جگہ ٹھیرتا ہوں تم جلد کپڑے تبدیل کر لو

خادمہ۔ اندر سے دروازہ بند کر کے اور آہستہ سے کنڈی لگا کر۔ ایک منٹ کے لئے چارپائی پر بیٹھ گئی۔ اور دل ہی دل میں کچھ سوچنے لگ گئی سوچتے سوچتے جھٹ اٹھ بیٹھی۔ اور اس کمرے میں ایک جو کھڑکی تھی۔ اس میں سے جھانکنے لگ گئی سوائے اندھیر

کے اور اُس سے کچھ نظر نہ آیا پھر بہت ہی جلدی لشنے بستر سے کو اکٹھا کیا اور چارپائی کی رسی کھولنے لگ گئی۔ دو منٹوں میں اس نے رسیّاں کو چارپائی سے اُتار لیا اور پھر اُسی رسّی کے سرے کو کھڑکی کے دروازے سے مضبوط باندھ دیا اور پھر دوسرے سرے کو اپنے سر کے دوپٹہ سے باندھ لیا۔ اور ایک آن کی آن میں اُس رسّی کے ذریعہ کھڑکی میں سے نکل کر دونوں چھتوں کے نیچے اتر کر بازار میں پہنچ گئی۔ اور پھر اپنے دوپٹہ کو کھول کر اپنے اوپر اوڑھ لیا۔ اور دل میں کہنے لگی۔ اس تنہائی اور رات کیوقت کیونکر اکیلی گھر کو جاؤں۔

معزز ناظرین۔ ہم اس بات کی پیچھے پیروی کرینگے۔ اب مہربانی کر کے اپنی توجہ پھر پلیڈر صاحب کی طرف لیجائیں۔ اور دیکھیں کہ وہ کس ادھیڑبن میں دروازہ کے باہر کھڑے ہیں۔ دل میں خوش ہو کر یہہ کہہ رہے ہیں۔ اب تو آدھ گھنٹہ کے بعد مزا ہی مزا ہے۔ اس بوڑھی کی طفیل آج خادمہ سے بغل گیر ہوا۔ اب وہ بھی وقت عنقریب ہے جب لطف حاصل ہوگا۔ مگر جب آدھ گھنٹہ گذر گیا۔ تو پلیڈر نے دروازہ کھٹکھٹایا مگر اندر سے کچھ جواب نہ ملا۔ پھر بولا خادمہ خادمہ۔ دروازہ اب جلد کھول دو زیادہ صبر نہیں ہوسکتا۔ مگر کوئی اندر ہو۔ تو جواب ملے۔ آخر پلیڈر نے دروازہ کو توڑ دیا۔ اور جب اندر داخل ہوا۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ رسّی کھڑکی طرف لٹک رہی ہے جھٹ سمجھ گیا کہ خادمہ پھر چالبازی سے بھاگ گئی۔ مایوس ہو کر خاموش ہوگیا پھر جھٹ پٹ ہی اس نے بوڑھی کو بلایا۔ اور جب اس نے سب احوال سے اُسے آگاہ کر دیا۔ تو وہ بولی چالاک عورت کے ہتھکنڈے میں تم آ گئے۔ اچھا پھر کبھی تم نے مجھے ملنا میں ضرور تمہیں پھر ایک دفعہ اس سے ملاقات کرا دونگی۔

پلیڈر۔ بہت اچھا میری اماں۔ بس اب جاتا ہوں۔ ازاں بعد اس گھر سے نکل کر جب بازار میں پہنچا تو دل میں کہنے لگا۔ رات کے وقت گھر میں جانا بیوقوفی معلوم ہوتی ہے۔ چلو آج الفت جان کی طرف چلیں جھٹ کوچہ غریب نقشیاں کے پاس سے گذر کر ہیرا منڈی میں پہنچا۔ اور ایک بازاری عورت کے دروازہ کے باہر جا کر ٹھہر گیا۔ اس کا

یہاں ٹھیرنا تھا کہ الفت جان جو دریچہ میں بیٹھی ہوئی تھی اس نے پلیڈر صاحب کو اوپر آنے کے لئے اشارہ کیا۔ مگر پلیڈر صاحب خاموش کھڑے ہو رہے ہے۔ الفت جان تاڑ گئی۔ کہ پلیڈر صاحب کسی اور جگہ جانے کی فکر میں ہیں جھٹ اپنی آواز کو سریلی بنا کر وقت کو اچھی طرح سے گذارنے کے لئے وہ یوں ہرا ہرا گانے لگی

(پنجابی بیت)

(ر) راہ پیارے دا ویکھدیاں لٹھے پھر ایہ روندیاں رہن اکھیاں
میں تاں لایاں سی اپنے سکھ بدلے الٹا دکھ مصیبتاں سہن اکھیاں
ترسن تکھیاں اوہدے دیدار باجھوں اک پلک نہ کرویاں چین اکھیاں
ٹلکھی رندیاں اوہدے فراق اندر بیقصور وچاریاں ہین اکھیاں

اس پنجابی بیت کو پلیڈر صاحب سنکر از حد دل میں محفوظ ہوئے اور جھٹ اس بیٹھک پر چڑھ گئے۔ جہاں الفت جان گارہی تھی۔ الفت جان ان کو دیکھکر دریچہ ہی سے اٹھکر ان کے پاس بیٹھ گئی۔ پیشتر اس کے کہ ان دونوں کی دو چار ہوں ہم آپ کو الفت جان سے واقفیت کرانا چاہتے ہیں۔ اس نے اس وقت آسمانی رنگ کی مہین ریشمی ساڑھی پہنی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ سفید قمیض اس کے بدن پر ہے۔ ساٹن قمیض پر فنوادی رنگ کی واسکٹ ہے جس کے اوپر کے دونوں بٹن کھلے چھوڑے ہوئے ہیں۔ تاکہ انار دورنت کی بہار سے پلیڈر صاحب محو ہو جائیں۔ کانوں میں طلائی کرن پھول ہیں۔ اس کے گلے میں سونے کی مالا ہے۔ مگر چہرے کی خوبصورتی سے حسن دوبالا ہو رہا ہے یعنی سونے پر سہاگہ چڑھا ہوا ہے۔ سر پر کنگھی چوٹی کی ہوئی ہے۔ بالوں کو نہایت ہی خوش اسلوبی سے سنوارا ہوا ہے ان سنوارے ہوئے بالوں کی درمیاں مانگ کو دیکھکر حوریں جنت بھی خجل سے نہ شرمائیں تو میرا ذمہ معزز ناظرین یا تمکین اگرچہ باتیں پنجابی زبان میں ہو جائیں۔ تو اس میں آپ کا ہرج تو نہ ہو گا۔

الفت جان۔ آؤ ندیاں ای مخول دی سپے گئی اسے۔ آج بھل کے نسی کس طرح ادھر آ گئے۔ ساڈیاں اکھیاں تہاڈا راہ دیکھدیاں پک گیاں۔ خدا دا شکر اے کہ تہاڈے دی

درشن ہو گئے ہیں۔ تسی وی تاں عید دا چن ہو گئے او۔

پلیڈر۔ مخول نال نوں کرنی ایں۔ اج کوئی تھوڑے جیہے دن بیتے سی کہ ہیں ساری رات تیرے کول رہ کے گیا ساں۔ پر پھیر وی ملن دی شکایت

اُلفت جان۔ وے میراں بخشا تینوں دی یاد اے۔ کہ لالہ ہوری کد آئے سی۔

میراں بخش۔ پچھلے چند چڑھے آئے سی۔

الفت جان۔ شاباش اے۔ ہیں تاں اے بھل گیا ساں۔ کہ لالہ جی کد آئے سی پر تیری یاد ٹھیک اے۔ پھر پلیڈر صاحب کی طرف مخاطب ہو کر کیوں لالہ جی ہن شرمندہ تاں نہیں ہوئے۔ سچ چند چڑھیا اج مہینہ ہو یا۔

پلیڈر۔ چلو اندر چل کے بیٹھئے۔

اُلفت جان۔ اندر وی چلنے آں۔ پر اے تسی دسو۔ اج تہاڈا چہرہ کیوں ڈھلا اے

پلیڈر۔ ہیں تاں وڈی بیماری کٹ کے آیاں۔

اُلفت جان۔ پلیڈر کے بالکل نزدیک بیٹھکر۔ ہیں دشمناں دی طبیعت علیل ہو گئی سی۔

پلیڈر۔ ہن تاں آرام اے۔ پر پچھلے جمعہ نوں تاں جان دی بے گئی سی۔

اُلفت جان۔ شکھی ساندی جان جاوے تہاڈے دشمناں دی۔ پھر مسکرا کر۔ ہن تسی ساڈے سر دی خیر منو۔

پلیڈر۔ میراں بخش تھوڑے جیہے پھل بازاروں لے آ۔

میراں بخش۔ رات دے دو وج چکے ہن سگے۔ ایس ویلے ہُن پھل کون دیچدا۔

پلیڈر۔ پھیر تھوڑی جیہی شراب ہی لے آ۔

میراں بخش۔ شراب وی ایس ویلے ملدی تاں نہیں۔ پر آکھو تے کتوں ہمت کر کے لے ای آونا۔

پلیڈر۔ دو روپے جیب وچوں کڈھ کر اور میراں بخش دے اگے سٹ کے جا پھیر چھیتی لے آ۔

میراں بخش۔ دو روپے تھوڑے ہو گئے۔

پلیڈر۔ دو روپے۔ اور دیکر شراب سوہنی لیاویں۔ بیبیاں بیٹھ پینگاں پین لگ پین۔
میراں بخش۔ تسی پینگاں دی گل کردے او پیبیاں نے منجا چار پائی اوپر اور نے تسی منجے دے ہیٹھاں ناں ہووسنے میرا ذمہ۔

پلیڈر۔ سنوں ناں گلاں وچہ ویلا مکا دیناں اے۔

میراں بخش۔ تسی آپے تاں پینگاں دی گل کیتی سی جے منجے دی ہیٹھاں دی گل کیتی اے تے ویلا مک گیا۔

الفت جان۔ جا چھیتی جا۔ لالاں ہورہاں تاں کم دی کری دا۔

میراں بخش۔ اس کمرہ میں سے نکلکر باہر جا بیٹھا۔ اور پلیڈر صاحب نے اندر سے دروازہ بند کر دیا۔ اور آپ الفت جان سے بغلگیر ہوکر بولا۔ سوہنوں چلو اندر چلیئے۔

الفت جان۔ پلیڈر کی بغل سے اُچک کر۔ تساںنوں اندر دی پئی رہندی اے۔ نہ کوئی گل نہ کوئی بات۔

پلیڈر۔ دل میں میری بغل میں سے بھاگ کیوں گئی۔ اوہو مجھے یاد آگیا۔ اس سے ابھی تک کچھ دیا ہی نہیں۔ یہ تو زر کے بندے ہیں نہیں کسی کے پیار سے کیا مطلب پھر جھٹ جیب میں سے پانچ روپے نکال کر اس نے الفت جان کو دیئے۔ اور وہ ان کو سنبھال کر بولی۔ بس روپیاں پیچھے اندر جان توں تاں نہیں اٹک دی ساں۔ بس تاں ایہہ ہی خیال کردی ساں۔ کہ میراں بخش آوے سے نے اکو وار اندر چلیئے۔

پلیڈر۔ دیکھ سے میراں بخش کتھوں شراب لین گیا۔ پھر الفت کا بوسہ لیکر۔ اور اُسے بغل میں دبا کر زبردستی اُسے اندر لے گیا۔

معزز ناظرین۔ ان دونوں کو اندر جانے کی اجازت دیں۔ اور آپ باہر تشریف لا کر یہ دیکھیں۔ کہ میراں بخش کدھر گیا۔ مگر باہر نظر پڑتے ہی پتہ لگ گیا کہ میراں بخش باہر کے کمرہ میں آرام سے بیٹھا ہوا ہے۔ مگر اس کے پاس اک بوتل پڑی ہوئی ہے۔ جس میں شراب ہے۔ اس نے صرف بیٹھنے پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ دروازے

کے باہر لیٹ گیا۔ ابھی پندرہ منٹ اسے لیٹے ہوئے نہ گذرے تھے۔ کہ یکایک اٹھ بیٹھا۔ اور دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ اندر سے آواز آئی کون۔

میراں بخش۔ میں ہنیگا۔

الفت جان۔ توں کون۔

میراں بخش۔ میں میراں بخش۔

الفت جان نے میراں بخش کا نام سُنکر دروازہ کھول دیا۔ اور بولی کیا موئی شراب لے آئے ہو۔ میں تاں کہیا سی۔ کہ اج نہ شراب آویگی۔ تے نہ رپھڑ پویگا۔ پر الیس آدمی اپنے نوں ہین کی کہیئے۔ آکے کہہ بیدا کہ شراب نہیں ملدی۔

پلیڈر صاحب کے کمرہ سے باہر آکر ہولی ہولی میراں بخش نوں کی کہندے پیئے اور الفت جان۔ میں ایہہ ہئی کہندی آں۔ کہ اسی کم کہیئے نے میراں بخش کدی نہ کرے پرتھاڈے کم جاہ کے کردا خبر نہیں کہ اسے کی گل اے میتوں ایہہ خیال پیندا کہ تسی جاندے یاں ہو یاں اینوں ضرور کجھ نہ کجھ انام دینے ہو وگے۔

معزز ناظرین۔ الفت جان کی باتوں کا آپ کو کیا کچھ پتہ لگا۔ کہ وہ کیوں میراں بخش کی شکایت کی شکایت کر رہی ہے۔ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ میراں بخش باہر جاکر نیچے کے کمرہ میں سے وہ شراب لے آیا ہے۔ جو کہ کسی اور جنٹلمین کے جیب خرچ سے اُس وقت منگائی گئی تھی۔ جبکہ وہ الفت جان کے پاس ملاقات کے لئے آیا تھا۔ اب وہ وہی شراب پھر لے آیا ہے۔ اور الفت جان نے تاڑ لیا ہے۔ کہ چار روپے مفت میں ہضم ہو گئے۔ مگر چونکہ اس شرارت کے لئے پلیڈر صاحب کے جانے کے بعد اُسے کچھ نہ کچھ میراں بخش کو دینا پڑیگا۔ اس لئے اب الفت جان نے ایسی باتیں کرنی شروع کی ہیں۔ کہ جس طریقہ سے میراں بخش کو کچھ انعام پلیڈر صاحب سے دلوایا جائے خیر اصل بات کو تو چھپانی کرکے بالائے طاق رکھیں۔ اب ذرا میراں بخش کی باتوں کو دھیان سے سُنیں۔

پلیڈر۔ میں انام و نام کی دینا اے۔ میراں بخش ساڈے نے اینویں ای مہربانی

کردا رہندا۔

میراں بخش۔ پلیڈر صاحب کی طرف مخاطب ہو کر اج تاں بڑی مشکل دے نال شراب لیا یاں۔ ٹھاڈے کولوں چار روپے لیکے ٹر یا ساں۔ پر پلیوں اٹھیانی ہور خرچ کر آیاں

پلیڈر۔ آؤ کس طرح اٹھنی کس طرح زیادہ لگی۔

میرا بخش۔ بزار وچ جا کے سارے پاسے پھریا۔ شراب ہتھ نہ لگی۔ پھر اک گڈی کرائے دی کر کے لوہاری دروازے پہنچیا۔ اوتھوں وڈی مشکل نال ٹھیکہ دار نوں جگا کے شراب لیا یاں اٹھ آنے گڈی دا کرایا تے چار روپے دی شراب مول لیا یاں۔

اُلفت جان۔ رات ویلے بہتیاں گلاں کیوں کرناں۔ اک شریف آرام کرن واسطے آوندا۔ مگر ایہ نامراد خواہ مخواہ اوہناں دا وقت ضائع کر دا ہیگا۔ وکیل جی تسی وی نہیں جاندیو۔ دودھ رڑکیاں کج مل جاندا۔ پر تسی ہن لسّی پئے رڑکدے ہیگے او۔

پلیڈر۔ ہیں کی لسی رڑکناں۔

اُلفت جان۔ جان بجھ کے ایہہ سوہنا ویلا گوا رہے پیئے او۔ انہوں اٹھنی دے دی دیو تے فیر انہ رچل کے ارمان دے نال بیٹھا نگے۔

یہ سُنکر پلیڈر صاحب نے جیب میں سے ایک اٹھنی نکال کر کے پھینک دی اور میراں بخش یہ کہتا چلا گیا۔ وڈے وڈے پرتاب ہوون سائیں دیاں۔ رکھاں۔ وڈے وڈے پرتاب ہوون سائیں دیاں رکھاں۔ ازاں بعد الفت جان نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ اور پلیڈر صاحب نے جلدی سے اس کو چارپائی پر کھینچ ایا۔ مگر الفت جان کیا یہ دیکھکر چپکی ہو رہی۔ نہیں وہ غصے میں آکر بولی میں اپنی چھیتی نہیں بھوندی۔ اندر ہن آئے آں۔ ایہو کج ہی کرناں۔ آدمی ارمان دے نال ای گل کر دا پر ہن تاں تسی اس طرح کیتا جس طرح شراب دے وچ مست ہوئے پیئے او۔ اور پلیڈر۔ اوہو شراب کا تو بالکل خیال ہی نہیں رہا۔ آؤ جان من دو چار پیگ تو پی لیں

کیونکہ ؎

غنیمت سمجھ رل مل بیٹھنے کو جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

اُلفت جان۔ چارپائی پر نوں ہیٹھاں اُترو تے پیگ وی پی لواں گے۔

پلیڈر۔ چارپائی سے نیچے اتر کر ایک ٹاٹ پر بیٹھ گیا۔ اور بولا آج نسٹی شراب پلاؤ

الفت جان۔ شراب کو ایک شیشے کے گلاس میں انڈھیل کر۔ لو میرے صاحب اسے پی جاؤ۔

پلیڈر۔ ایہہ بہت ہے سارا گلاس بھریا ہویا۔ پی کے بڑی صلاح ہے۔ کہ ہنے ای تیر غٹو بن کے پے جاواں۔

اُلفت جان۔ مسکرا کر اک پیگ پی کے اینیں چھالاں مارو۔ کیوں ایہہ صلاح ٹھیک اے۔ کہ نہیں

پلیڈر۔ مسکرا کر صلاح تاں ایہہ ٹھیک اے۔ ازاں بعد اس نے مے کو پی لیا۔ اور پھر بولا اک پیگ تُوں وی پے نے

اُلفت جان۔ ایک اور پیگ دیکر جے نسٹی اے پی لو۔ تو پھر میں وی اک پیگ لوانگی ہمارا جے پیسے وصیلیوں جواب جے ماں ہیٹھاں پھیکی کی لیایاں۔ تے پھر کی جواب دیانگی۔

پلیڈر۔ جیب میں سے دس روپے کا نوٹ نکال کر اور اُلفت جان کو دیکر جانی ایہ لئو مٹیرے خرچ واسطے دس روپے ہیگے نے۔ کیوں سُنا ماں ہن نے نہ جھیکی۔ ازاں بعد پلیڈر صاحب نے اُلفت جان کو بغل میں پکڑ لیا۔ اور زبردستی چارپائی پر لیگیا اور جو کچھ اس سے ہو سکا۔ اُس نے ذرا بھی دریغ نہ کیا۔ آخر کار شب بیداری کی وجہ سے سو گیا۔ اور اُسے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی جھٹ چارپائی سے اٹھ کر دروازہ کے نزدیک جا کر کھڑی ہوگئی۔ اور آہستہ سے بولی میراں بخش کی اے۔

میراں بخش۔ دروازہ کھولو تے گل کراں۔

الفت جان۔ دروازہ کھول کر۔ اور کمرے میں باہر جا کر سُنا کی اے۔

میراں بخش۔ بوڑیاں وچہ او بابو کھلوتا ہو یا لمے۔ جیہڑا ہر سوں آیا سی ۔

اُلفت جان ۔ دروازہ باہر سے بند کر کے۔ توں او دے کول دو تین منٹ گلاں کر۔ میں اپناں چہرہ کنگی کر لواں ۔

میراں بخش۔ جان دی کی لوڑ ہی اے۔ ستی چھیتی چھیتی کنگی کر لیو۔ یہ سُنکر الفت جان نے جلد شیشہ کے پاس جاکر کنگی چوٹی کر لی۔ اور حنا کا بنیل دوپٹے پر مل کر بولی میراں بخشا۔ جا فیر بابو نوں بلا لیا۔ میراں بخش جھٹ بابو نوں بلا لیایا۔ اور بابو نے آتے ہی کہا۔ الفت جان سلام ۔

اُلفت جان۔ السلام علیکم ۔ یہ دونوں باتوں میں مشغول ہوئے۔ مگر میراں بخش اس جگہ سے چلا گیا ۔

بابو۔ اگر میں اس وقت آپ کے پاس ایک گھڑی ٹھیروں۔ تو آپ کا کیا لیں گے ۔

اُلفت جان۔ لینا کیا ہے۔ ایک گھوڑا گاڑی دیدینا۔ مگر بات آہستہ آہستہ کرو۔ کیونکہ اس ساتھ کے کمرہ میں میرا باپ سویا ہوا ہے ۔

بابو۔ آہستہ سے کیا گھوڑا گاڑی ۔

اُلفت جان۔ مسکرا کر۔ جو میری نیت کا لائے ہو دیدو۔ اور کیا تم نے گھوڑا گاڑی دیدینا ہے ۔

بابو۔ میرے پاس اس وقت ۵ روپے ہیں ۔

اُلفت جان۔ پانچ روپے ہاتھ میں لیکر اور دروازہ بند کر کے) اس وقت معمولی چارپائی ہے۔ اسی پر لیٹ جاؤ۔ میں اس وقت اپنے باپ کے پاس سوئی ہوئی تھی۔ جس وقت آپ آئے تھے ۔

بابو۔ کچھ مضائقہ نہیں یہی چارپائی سہی۔ پھر اُلفت جان بولی۔ آپ چارپائی پر بیٹھیں۔ میں آئی ہوں ۔

بابو۔ بوسہ لیکر جانا کہاں ہے۔ آؤ پیاری اب اکٹھے بیٹھ جائیں ۔

الفت جان۔ اب کچھ مٹھائی کے لئے بھی دو گے۔ یا اپنا کام کر کے دوڑ جاؤ گے

بابو صاحب نے دو روپے جیب میں سے نکال کر الفت جان کو دیدیئے۔ اور الفت جان اُنہیں سنبھال کر خاموش ہو رہی۔ بابو صاحب نے الفت جان سے اپنی طبیعت کے مطابق پیار کیا۔ اور جھٹ پٹ ہی اٹھ بیٹھا۔ اور اپنے کپڑے صاف کر کے بولا الفت جان سلام۔ پھر کبھی موقعہ ملا تو میں حاضر خدمت ہونگا۔

اُلفت جان۔ سلام جی دوسرے چوتھے آجایا کرو تو لطف آجاتا ہے۔ ورنہ میں تمہاری انتظار کرتے سو گئی تھی۔ مگر اچھا ہوا کہ آپ آئے اور دل کو خوش کر گئے۔

بابو صاحب۔ مجھے امید ہے کہ میں پرسوں پھر آؤں گا۔

الفت جان۔ بہت اچھا آپ کا گھر ہے پھر بابو صاحب تشریف لے گئے اور اس کے بعد ایک حضرت جاروب کش آیا۔ اور اس سے بھی کچھ روپے جھاڑ کر اس نے منہ کالا کیا اور پھر دروازہ کو کھولکر اور اسے اندر سے بند کر کے بولی لالہ جی۔ اٹھو رات بہت گذر گئی ہے اٹھو سویرا ہونے والا ہے مگر چونکہ لالہ جی گہری نیند میں سو رہے تھے اس لئے نہ بولے الفت جان پھر پلیڈر صاحب کے ساتھ جا کر سو گئی اور بولی لالہ جی آج کیا گھر نہیں جانا ہے؟

پلیڈر۔ اونگ کر۔ اور الفت جان سے بغلگیر ہو کر پیاری کیا کہہ رہی ہو۔

اُلفت جان۔ رات بہت بیت گئی ہے اس لئے میں یہ کہہ رہی ہوں اٹھو دو چار باتیں کرو۔ تاکہ رات آرام سے گذر جائے۔

پلیڈر۔ الفت جان مجھے نہایت گہری نیند آئی تھی آج تو میں اس طرح سو گیا ہوں جس طرح اپنے گھر بے خبر سوتا ہوں۔

الفت جان۔ آپ کا گھر ہے جتنی دیر آرام کرنا ہے کرلو مگر اب کوئی بات چیت کرو کیونکہ دو گھنٹوں سے میں آپ کے ساتھ سوئی رہی۔ اگر آپ اتنی دیر باتیں کرتے رہتے تو طبیعت خوش رہتی

راوی۔ اس بات کی ہم بھی تائید کرتے ہیں کہ بیچاری الفت جان پلیڈر کی نیند غفلت کے وقت میں اسی کے ساتھ سوئی رہی باہر جا کر اس نے کسی بابو یا مہتر سے

بالکل کوئی بات چیت نہیں کی اپنے یار کے ساتھ وفاداری میں رتی بھر فرق نہیں کیا۔
پلیڈر۔ اب وقت کیا ہوگا۔
الفت جان۔ آپ کی جیب گھڑی وہ سامنے والی میز پر دھری ہوئی ہے۔ اگر کہو تو لے آؤں۔
پلیڈر۔ ہاں ہاں لے آؤ۔
الفت جان گھڑی لاکر اور پلیڈر صاحب کو دکھاکر۔ آپ دیکھیں کتنے بجے ہیں میرے خیال میں سویرا ہونے والا ہے
پلیڈر گھڑی کو دیکھ کر اور جلدی سے بستر پر سے اٹھکر او ہو صبح چار بج گئے۔ صبح سویرا ہوگیا پھر الفت جان کا بوسہ لیکر پیاری اب میں جاتا ہوں اور پھر کبھی تمہارا دیدار کرنے کے لئے آؤنگا۔
الفت جان۔ کیوں اتنی جلدی کیا پڑی ہے؟
پلیڈر۔ اس وقت یہاں واجب ہے۔ کہ یہاں سے اب چلا جاؤں۔
الفت جان۔ اچھا تمہاری مرضی۔
ازاں بعد پلیڈر صاحب نے اپنی گھڑی لے لی۔ اور پھر مشرق و مغرب کے بوسے لیکر اس مینیقک سے اٹھ گیا۔ اور جھٹ پٹ اپنے گھر جا پہنچا۔ اور بیوی بولی ابھی کل آرام آیا ہے۔ اور آج سے ہی رات کو غائب نامعلوم کس موئی ہرجائی کے ہاں پڑے رہے ابھی آپ کی کمزوری دور نہیں ہوئی تھی ہمیں کیا تکلیف تو تم خود برداشت کروگے۔
پلیڈر۔ غصے میں آکر حرامزادی کیوں بک رہی ہے۔ اگر ہمارے کسی دوست کے دعوت ہو تو کیا نہ جائیں۔ کل کو اگر تمہارے لڑکے کی شادی ہوئی تو تمہارے گھر کون آئیگا۔ آپ ہی چپکے سے بیاہ کر لینا۔
بیوی کیا تمام رات ہی دعوت تھی۔
پلیڈر۔ ہاں مجبوراً بیٹھی تھا۔

بیوی۔ اچھا اچھا سُن لیا۔ علی الصباح سب گھر کو نہ جگاؤ۔
الغرض پلیڈر صاحب بیوی کو سخت سُست کہتے کہتے سو گئے۔

آٹھواں باب

مجُرم بری ہو گیا

آج ۲۷ نومبر کو دن کے گیارہ بجے ہیں۔ پلیڈر صاحب و مانا دین کے مقدمہ کی پیشی کا دن ہے۔ مانا دین کو بھی پولیس والے لے آئے ہیں۔ اور ٹھیک بارہ بجے عدالت میں مقدمہ پیش ہو گیا ہے۔ اور سرکاری وکیل بولا ہے۔ کیا مانا دین نے اپنے گواہوں کی بابت عدالت میں کمیشن کا روپیہ ادا کیا ہے؟

حاکم وقت۔ مثل دیکھکر اور پڑھکر۔ ابھی اس کے گواہوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے سب سے پہلے لالہ ٹھاکر داس کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ یہ ثابت کرے۔ کہ کس کس نے اس کو مارا۔

سارجنٹ۔ حضور نہ ہمیں پتہ لگتا ہے۔ کہ کس نے مارا۔ اور نہ لالہ ٹھاکر داس نے ان کا کچھ پتہ دیا ہے۔

سرکاری وکیل۔ جناب جس صورت میں مجرم اپنے جرم کا خود اقبال کرتا ہے تو میرے خیال میں اب اس بات کی چنداں ضرورت نہیں۔ کہ لالہ ٹھاکر داس یہ بات ظاہر کرے۔ کہ کس نے جرم کیا۔

حاکم وقت۔ مثل یہ صاف بتا رہی ہے سکہ جرم مانا دین اور ان چار بدمعاشوں سے سرزد ہوا ہے۔ لیکن چونکہ ان چاروں کا کچھ پتہ نہیں لگتا۔ اس لئے یا تو مقدمہ داخل دفتر کیا جائے۔ یا ان چاروں کو چھوڑ کر صرف مانا دین پر مقدمہ چلایا جائے ٹھاکر داس۔ میرے خیال میں ابھی مقدمہ اس پر کیا جائے پھر جب باقی بدمعاش پکڑے جائینگے۔ تو پولیس اُن پر ضرور مقدمہ چلائیگی۔

حاکم وقت ۔ تو کیا لالہ ٹھاکر داس اس وقت باقی چاروں پر مقدمہ چلانا نہیں چاہتے

ٹھاکر داس ۔ ہاں اس وقت چونکہ ایک مجرم حاضر ہے ۔ اور جرم کا اقبال کرتا ہے

اس پر ضرور مقدمہ چلایا جائے ۔

ماتا دین ۔ حضور کیا لالہ ٹھاکر داس اس بات کو مانتے ہیں ۔ کہ انہوں نے میری بیوی

کی اپنے گھر کی سیڑھیوں میں بے عزتی کی ۔

حاکم وقت ۔ ماتا دین ۔ یہ تمہارا فرض ہے ۔ کہ تم یہ ثابت کرو کہ کس کس کے سامنے

تمہاری بیوی کی بے عزتی ہوئی ۔

ماتا دین ۔ خداوند میں نے اس دن بھی عرض کی تھی ۔ کہ ان حالات کے میرے سچے

گواہ پلیڈر صاحب کی بیوی اور والدہ صاحبہ ہیں ۔

ٹھاکر داس ۔ نہ میں نے اس کی عورت کو چھیڑا ہے ۔ اور نہ مجھے معلوم ہے کہ اب

یہ کیا بک رہا ہے ۔ صرف میرے خاندان کو بدنام کرنے کے لئے اس نے میری بیوی

اور والدہ کا نام لکھا دیا ہے ۔

حاکم وقت ۔ اس بات کا کچھ ہرج نہیں ۔ اگر آپ کی عورت و بیوی واقعات کو

آپ خود بیان کریں ۔

ٹھاکر داس ۔ اس صورت میں برادری میں میری سخت بدنامی ہوگی ۔

ماتا دین ۔ اس وقت بدنامی کا کچھ خیال نہیں آیا تھا ۔ جبکہ آپ نے میری عورت کو

سیڑھیوں میں تباہ کیا تھا ۔ ابھی اسیوقت آپ کو پتہ لگیگا ۔ جبکہ گوجہ کا ہر ایک آدمی

گواہی دیگا ۔ کہ آپ کا چال چلن کیسا ہے ۔

ٹھاکر داس ۔ اگر تم زیادہ بولوگے تو میں تم پر اپنی عزت کا علیحدہ مقدمہ چلاؤنگا ۔

حاکم وقت ۔ ماتا دین چپ رہو ۔ یو ڈیم فول ۔ اگر ایسا عزت والا تھا ۔ تو تم نے

اپنی عورت کو دوسروں کے گھروں میں بطور نوکر کیوں بھیجا تھا ۔ پھر لالہ ٹھاکر داس

کی طرف مخاطب ہوکر میرے خیال میں بہتر ہوگا ۔ اگر آپ اس مقدمہ سے بالکل

دست بردار ہو جائیں ۔ اگر آپ اس بات کو نہیں مانتے تو یہ ضروری ہے کہ اپنے

فوجداری مقدمہ میں آپ کی بیوی اور والدہ عدالت میں گواہی دینے کے لئے آئیں
ٹھاکر داس۔ مانگے ہیں آپ کے روبرو کوئی ایسا قانون دکھاؤں کہ جس سے یہ
ظاہر ہو کہ عدالت اگر چاہے تو ایسی گواہی کے بیانات کمیشن کی معرفت عدالت
لے سکتی ہے۔
حاکم وقت۔ یہ ایک ایسا مقدمہ ہے۔ کہ جس میں مانا دین کی بیوی بھی عدالت
کے سامنے بیان دیگی۔ پس اس لئے لازم ہے۔ کہ آپ کی بیوی اور والدہ بھی بطور
گواہ کے عدالت میں آئیں۔
ٹھاکر داس۔ چند منٹوں تک کچھ سوچ سمجھ کر۔ اور دل میں یہ کہکر اس بے ایمان
مانا دین کو کسی اور مقدمہ میں پھنسا کے فیصلہ کراؤنگا۔ دوسرے اب اس وقت
چونکہ حاکم وقت کے منہ سے یہ نکل گیا ہے۔ کہ میری بیوی و والدہ کو عدالت میں
ضرور آنا پڑیگا۔ پس اس لئے مقدمہ سے دستبردار ہونا واجب ہے
ازاں بعد ٹھاکر داس بولا۔ بہت اچھا جناب میں مقدمہ سے دست
بردار ہوتا ہوں۔
حاکم وقت۔ بہت اچھا مقدمہ داخل دفتر اور ملزم بری۔
پولیس والوں نے اسی وقت ہتھکڑی مانا دین کے ہاتھ سے اتار دی
اور وہ آزاد ہو کر اپنے گھر جا پہنچا۔ میراں بائی یعنی مانا دین کی بیوی اپنے خاوند
کو دیکھ کر نہایت ہی خوش ہوئی۔ اور بولی آپ کی گرفتاری کے وقت مجھ پر ایک
آفت نازل ہوئی تھی۔ اس آفت کے علاوہ ایک انوکھی قسم کی آفت سے بھی
دو چار ہونا پڑا تھا۔ مگر رام جی کی کرپا سے جلد مجھے رہائی مل گئی۔ پھر سارے
حالات کو اپنے خصم پر ظاہر کر کے اگر ایک بھلا مانس مجھے نہ ملتا تو نہ معلوم میرا
کیا حال ہوتا۔
مانا دین۔ دنیا میں سارے کے سارے ٹھاکر داس وکیل کی طرح بدمعاش
نہیں ہیں۔ مگر اسی طرح باقی اور بھی اپنے گھر کی خادمہ پر ریجھ پڑیں۔ تو کبھی دنیا

کا کوئی کام نہ چلے

خادمہ ۔ اس شریف آدمی نے مجھے نہایت مہربانی سے بلکہ اپنے پاس روپیہ سے گاڑی کا کرایہ ادا کر کے یہاں تک پہنچایا ایشور اُسے سلامت رکھے ۔

مانا دین ۔ چلو ان جھگڑوں کو اب جانے دو ۔ اور آؤ ملکر ایشور کی مہربانیوں کا شکر کریں ۔ ورنہ اگر ٹھاکر داس وکیل مرجاتا ۔ تو میں زندہ پھانسی پر چڑھایا جاتا ۔

خادمہ ۔ اگر تو ایشور نہ کرے اگلے جہاں چلا جاتا ۔ تو میں بھی خودکشی کے جرم کو ترجیح دیکر عالم بقا کو سدھار جاتی ۔

مانا دین ۔ پرسوں منگلوار مہابیر کے مندر پر لڈو چڑھاویں ۔ تاکہ سدا آنند حاصل رہے ۔

میراں بائی ۔ میری یہ صلاح ہے ۔ کہ کل برادری میں سب کو ضیافت کہی جائے

مانا دین ۔ اگر ہمارے گھر لڑکا پیدا ہو ۔ تو اس حالت میں ضیافت کرنی زیب دیگی ۔ ورنہ اس صورت میں ہنسی ہوگی ۔

میراں بائی ۔ اچھا دونوں ملکر کل مہابیر کے مندر پر پوجا کرنے کے لئے جائیں ۔ تیسرے دن بیوی خاوند اپنے اعتقاد کے موجب مہابیر کے مندر پر ماتھا ٹیکنے کے لئے گئے ۔ اور ہمیشہ خوش خوش رہنے لگے ۔

معزز ناظرین ۔ اب ہم آپ سے رخصت کی اجازت مانگتے ہیں ۔ اگر ایشور نے چاہا تو بہت جلد ہم آپ کی خاطر چند انوکھے اور دلچسپ ناول پیش کرنے کی کوشش کریں گے امید ہے کہ آپ ہمیشہ کی طرح قدردانی کر کے مجھے مجبور کرینگے ۔ کہ میں اور تازہ ناول آپ کی خاطر تصنیف کروں ۔ مگر رخصت پانے کے وقت کہنا میں یہ آپ سے دریافت کرسکتا ہوں کہ اس ناول کو پڑھکر آپ نے کیا کیا نتائج نکالے ۔ یہ ناول ظاہر کرتا ہے کہ :-

اوّل۔ وہ عورت جو کہ عصمت کو قایم رکھنے والی ہو۔ خواہ وہ غریب بھی ہو امیر اسے کسی حالت میں قابو نہیں کر سکتا۔ بشرطیکہ عورت کا دل پکّا ہو۔

دوئم۔ وہ آدمی جو کہ امیر بھی ہو۔ اگر اُس کا چال چلن خراب ہے۔ تو اس کوچہ میں جس میں اس کی رہایش ہو۔ کتنی بے اعتباری ہوتی ہے

سوئم۔ بازاری عورت نے ایک مکان میں ایک ہی وقت میں جنٹلمینوں کی کیسی گت بنائی ہے۔

چہارم۔ اگر پولیس والوں کو مقدمہ کے تعلق میں کچھ نقدی نہ دی جائے تو اس کا سچا مقدمہ کس طرح بگڑ جاتا ہے۔

تمت

ناول پلیڈر کی کرتوت کا خاتمہ

ہماری دوکان میں ہر قسم کی کتابیں اردو۔ عربی۔ فارسی گورمکھی۔ ہندی۔ سنسکرت۔ ناول۔ ناٹک۔ غزلیات وغیرہ وغیرہ بکفایت مل سکتی ہیں۔ ایک دفعہ ضرور آزمائش کیجئے

رامداس بھاٹیہ مالک بھاٹیہ بک ڈپو اندرون لوہاری گیٹ لاہور

بھاٹیہ بک ڈپو لوہاری دروازہ لاہور کے طبع شدہ عجیب وغریب جاسوسی ناول

بہادر سراغرساں

ایک حسین نازنین ڈاکوؤں کے پھندے میں پھنس کر اپنی عصمت کو بچانا ڈاکوؤں کا قتل خون وچوری کرنا ایک دوسری حسین عورت کا ڈاکوؤں کے ساتھ ملکر ڈاکہ زنی کرنا۔ بہادر سراغرساں کا اپنی جان پر کھیل کر دل توڑ کوشش سے سراغرسانی کرنا۔ آخر کار نا امید ہوکر واپس آنا ڈاکو عورت کا دوبارہ نظر آنا سراغرساں کا دوبارہ کوشش کرنا ڈاکوؤں کے علاقہ میں جاکر عورت کو گرفتار کرکے آر ایس ڈی کے راز کو روشنی میں لانا۔ ڈاکوؤں کی عیاری خفیہ پولیس کی ہوشیاری قابل دید ہے قیمت ۱۲ر

ناول چالاک مجرم

جس میں انگلینڈ کے مشہور ڈاکو کی چالاکیاں اس پیرائے میں بیان کی گئی ہیں۔ کہ جن کو پڑھکر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک رئیس کا ایک لیڈی کا سرپرست ہوتے ہوئے اس سے دھوکہ کرنا۔ مگر ناکامیاب ہونا آخر چالاک مجرم کے ہاتھوں سے قتل ہوجانا ایک بے گناہ کا جرم میں ماخوذ ہوکر حوالات میں جانا۔ اور انگلینڈ کے مشہور ومعروف بہادر سراغرسان مسٹر ایلبرٹ بلیک کی دل توڑ سراغرسانی سے اصلی معاملہ کا روشنی میں آنا۔ اصلی قاتل کا گرفتار ہوکر سزا پانا کچھ ایسے دلچسپ پیرایہ میں لکھا گیا ہے۔ کہ پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ قیمت فی جلد صرف ۱۲ر

حصہ دوم ۱۲ر

رام داس بھاٹیہ تاجر کتب مالک بھاٹیہ بک ڈپو اندرون لوہاری دروازہ لاہور

بیخوف رانی

میل ٹرین سے ایک حسین عورت کا سرقہ۔ جانباز دوستوں کی جاں نثاری بدمعاشوں کی خفیہ عیاری مے نوشی کے بد نتائج۔ قتل وخون کی وارداتیں جنگلوں کے خوفناک سین۔ بردہ فروشوں کی بدکاری جسکا راز بہادر سراغرساں نے بعد اٹھانے سخت مصائب افشا کیا۔ اور اصلی مجرموں کو گرفتار کرا کے سزا دلائیں۔ قیمت فی حصہ ۱۲؍

خونی چور

ایک چور کی خفیہ کارروائی کے ساتھ ایک شریف پارسی کی دردناک مصیبتیں بری صحبتوں کے نتائج عشق ومحبت کی کرشمہ سازی پولیس اور خفیہ پولیس کی سراغرسانی کے حالات اس پیرایہ میں درج ہیں۔ کہ پڑھکر بدن میں نئی روح پیدا ہو جاتی ہے قیمت ۱۲؍

اٹلس یا پانچ جسموں والا آدمی

مصنفہ۔ ایم اے مقبول ناولسٹ لاہور۔ جنگی دلیر۔ لوہے کی دل والا سندر نہ جھپکنے والی آنکھ نہ بدلنے والا خیال۔ زبان کا پکا منچلا جوان۔ زبان پر جان دینے والا ناامیدوں کی امید۔ ڈوبتوں کا سہارا غریبوں کے لئے فرشتہ رحمت امیروں کے لئے ملک الموت اگر ایک طرف چھپا ہے تو دوسری طرف خفیہ پولیس کا افسر کہیں سیاہ پوش اور کہیں ڈاکٹر اچکوں کا استاد۔ شہدوں کا یار عیارہ حاتم دوران۔ رستم ثانی۔ قارون زمان اگر آپ اس شخص کی عجیب وغریب زندگی کے حالات پڑھنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اپنا نام درج رجسٹر کرالیویں قیمت ۱۲؍ **زہریلا گند طرف دودھاری خنجر** مصنفہ بینالال ناولسٹ اس ناول کو اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں۔ تو جگر کو تھام کر ملاحظہ کریں کیونکہ عورتوں کے حیلے مکروفریب اور دوستوں کی خونریزیاں اور جہاز کی تباہی سراغرسانوں کی ناکامی وغیرہ درج ہے زیادہ تعریف فضول ایک حصہ کے پڑھنے سے باقی ۳ حصے پڑھے بغیر نیند نہیں آتی قیمت حصہ ۱ ۶؍ حصہ ۲ ۶؍ حصہ ۳ ۶؍ حصہ ۴ ۶؍

3-1-0 = 6 [illegible]

1-2-0 = [illegible]

[illegible]